لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

احتساب نفس

ہر مسلمان خواہ کسی سطح و معیار پر ہو، اپنی زندگی کا ایسا نمونہ پیش کرے جس کو دیکھ کر لوگ اسلام کی خوبیوں اور اس کی امتیازی خصوصیتوں سے آگاہ ہو سکیں، اس کے ماحول میں اگر کوئی گندگی یا فساد ہے تو اسے دور کرنے کا ذمہ دار سب سے پہلے اپنے کو قرار دے، وہ بغیر کسی فخر و تکبر کے یہ سمجھے کہ ہر مسلمان اپنی جگہ پر روشنی کا ایک مینار ہے، اس کو خدا نے سب سے پہلے خود اپنے احتساب اور اس کے بعد دوسروں کے احتساب کے لئے پیدا کیا ہے۔

ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

اس پر ہمہ وقت یہ ذمہ داری ہے کہ شادی غمی میں، ملاقاتوں اور مجلسوں میں، دفتروں اور دکانوں میں، کسی جگہ یہ فراموش نہ کرے کہ اس کا اپنا بھی ایک فرض ہے، جو ملت کے اجتماعی فرض کی اساس اور بنیاد ہے اس لئے کہ اگر اس میں کوتاہی کرے گا تو اس کا نقصان خود اس کو اور اس کے ساتھ ساری ملت کو اٹھانا پڑے گا۔

اگر تاجر ہے تو اس کو امانتدار اور ہمدرد تاجر ہونا چاہئے، اور یہ کوشش کرنا چاہئے کہ یہ امانت اور سچائی اس کے دوسرے ہم پیشہ افراد میں عام ہو، ملازم ہے تو اس کو فرض شناس، ایمان دار اور محنتی ہونا چاہئے، اگر مالدار ہے تو اس کو اپنے مال میں حلال و حرام کا اور حق و ناحق کا پورا خیال رکھنا چاہئے، اور خدا اور بندوں کے جو حقوق اس پر عائد کئے گئے ہیں ان کو پورا کرنا چاہئے، غرض ہم میں سے ہر فرد کو اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ وہ اپنے دائرۂ عمل اور ماحول میں دین کی خدمت کس طرح کر سکتا ہے اور اس عظیم ذمہ داری سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو امت محمدیہ کے ہر فرد پر عائد کی گئی ہے۔

مولانا سید محمد الحسنیؒ

سالانہ زرتعاون -/250
۱۰/اپریل ۲۰۱۱ء
فی شمارہ -/Rs.12

Postal Regd. No. LW/NP/63/2009TO2011
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Vol. No. 48 Issue No.10
Fortnightly
TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07
Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in
25 March, 2011

Mobile: 09415786548
Mohd. Akram Jewellers
محمد اکرم جویلرس
Phone: Shop. 0522-2274606
® 0522-2616731
Near Odeon Cinema, Lucknow

New
Ph: 2266786
Sana Jewellers
ثنا جویلرس
Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad
۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ۳
301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Qubu Awning
DEMOTENT
قبا اوننگ
مینوفیکچررس
ٹیرس اوننگ - ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ - لان اوننگ - ڈیموڈینٹ
سل کراسنگ گوری بازار سروجنی نگر کانپور روڈ لکھنؤ
Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

Md. Aslam : 9415002532
9335628375
Md. Imran : 9838122052
Md. Rehan : 786737094
Shop : 2613736 - 4046340
Res.: 2226177
Akbari Gate : 2268845
سونے چاندی کی دنیا میں ۷۵ سالہ دیرینہ نام
حاجی صفی اللہ جویلرس
ہمارا نیا شوروم
گڑبڑ جھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ
پروپرائٹر: محمد اسلم
Branch : Nagina Market, Akbari Gate Lko. Mobile : 9839654567 - 9335913718
HAJI SAFIULLAH JEWELLERS
Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ
روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر،
فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب،
عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
اظہارسن پرفیومرس
اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ
IZHARSON PERFUMERS
H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Designed By : Saleh Mahmood, Lko. Mobile : 8953394667 - 8687978740
Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

ایروسا انٹرنیشنل

airosa INTERNATIONAL

...خدمات و بہترین رہنمائی کا قابل اعتماد مرکز

ویسٹرن یونین منی ٹرانسفر

مقامی و بیرونی ہوٹل ریزرویشن

چھٹیوں میں ٹور اور ٹریول کا خاص انتظام

پروپرائٹر
ارشد خان

رجسٹرڈ پاسپورٹ ایجنٹ اور امیگریشن کی سہولیات

ویزٹ ویزہ، فیملی ویزہ، بزنس ویزہ کی اسٹیمپنگ سروس

IATA

TAFI

WESTERN UNION MONEY TRANSFER

Tel.: 0522-4911111 - Mobile : 9305573100 (24x7) - E-mail: airosa@rediffmail.com
G-1, Natraj Complex, 11-B.N. Road, Lalbag, Lucknow- 226001

جدید دلکش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گہنہ پیلس

GEHNA PALACE

میں آپ کا خیر مقدم ہے

Whenever you See Jewellery Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ

Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۴۸ — شمارہ نمبر ۱۱

۱۰/اپریل ۲۰۱۱ء مطابق ۵/جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی • مولانا خالد ندوی غازی پوری
• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرتعاون -/250 فی شمارہ -/12

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے -50$ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں، چیک سے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے خریداری نمبر کے آگے اگر کوئی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلد ہی زرتعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھیے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

شعر و ادب
چہ عالم خاک را با عالم پاک — مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ — ۲

اداریہ
مسرفانہ تقریبات اور مسلمان — شمس الحق ندوی — ۳

تاریخ اسلام
حضرت عمرؓ - صیغہ عدالت — علامہ شبلی نعمانیؒ — ۵

منزل بہ منزل
رپورٹ ناظم ندوۃ العلماء — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۸

فکر و نظر
مصیبت میں بشر کے... — مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی — ۱۴

اخلاق حسنہ
اچھے لوگوں کی صحبت... — مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی — ۱۶

فقہ و فتویٰ
سوال و جواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۲۰

اظہار بندگی
نماز کی حقیقت اور فضیلت — خالد فیصل ندوی — ۲۱

حیات تابعین
حضرت قاسم بن محمدؒ.. — عبدالرحیم ندوی — ۲۴

روداد سفر
دورۂ آسام — محمود حسن حسنی ندوی — ۲۷

تعارف و تبصرہ
رسید کتب — م۔ ح۔ ح۔ — ۳۱

اپیل
اہل خیر حضرات سے — شعبہ تعمیر و ترقی — ۳۲

شعروادب

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

جہاں ہے نور کا ایک شامیانہ • بچھی ہے جس جگہ بزم شہانہ
جہاں لعل و گہر کا ہے خزانہ • مبارک ہے جہاں کا ہر زمانہ

دنت عن ناظری تلك الخیام ☆ علیٰ سکانھا منی السلام

جہاں کا ذرہ ذرہ ہے منور • جہاں کا خار بھی گل سے ہے بہتر
جہاں ملتے ہیں جھک کر ماہ و اختر • جہاں کا ہر مکیں محبوب و دلبر

دنت عن ناظری تلك الخیام ☆ علیٰ سکانھا منی السلام

جہاں کی ہر گلی دارالشفا ہے • جہاں کا چپہ چپہ دل کشا ہے
جہاں کی دلنواز آب و ہوا ہے • جہاں کی زندگی راحت فزا ہے

دنت عن ناظری تلك الخیام ☆ علیٰ سکانھا منی السلام

جہاں ہے اہل حق کی ایک بستی • جہاں معدوم ہے باطل پرستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی • جہاں چھاتی ہے دل پر کیف و مستی

دنت عن ناظری تلك الخیام ☆ علیٰ سکانھا منی السلام

ہے جس کا نام طیبہ اور مدینہ • جہاں آتا ہے جینے کا قرینہ
دل مضطر کو ملتا ہے سکینہ • دلوں سے دور ہو جاتا ہے کینہ

دنت عن ناظری تلك الخیام ☆ علیٰ سکانھا منی السلام

زہے آرام گاہ شاہ لولاک • زہے وہ مرکز اصحاب ادراک
وہاں کا عالم پاک اور ہم خاک • چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دنت عن ناظری تلك الخیام ☆ علیٰ سکانھا منی السلام

اداریہ

مسرفانہ تقریبات اور مسلمان

شمس الحق ندوی

اس وقت مسلمان جن رسوا کن حالات سے دوچار ہیں ان میں دخل دوسری بہت سی، اخلاقی، سماجی خرابیوں کے ساتھ اس کا بھی ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات اور اپنی دلچسپی کے دائرہ میں، اسراف وفضول خرچی، شہرت وعزت کے حصول یا رسم ورواج کی پابندی میں تو بے دریغ روپے خرچ کرتے ہیں۔ لیکن عزیزوں، پڑوسیوں اور ملت کے دوسرے افراد کے فقر وفاقہ اور ان کے قابل رحم حالات کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھاتے۔ ایسے حالات میں جب کہ امت کے بے شمار لوگ بھوک پیاس کی بھٹی میں جل رہے ہوں، بیمار ہوں دوا علاج کے لئے پیسے نہ ہوں، ان کے پاس تن ڈھکنے کے لئے لباس تک نہ ہو، محض اپنی ناموری اور شہرت کی خاطر تقریبات میں پانی کی طرح روپے بہانا، رزق دینے والے مالک وکارساز عالم کو کیسے پسند آسکتا ہے؟ اس لئے دیکھنے میں آتا ہے کہ ان سب باتوں کی نحوست کے سبب مختلف شکلوں میں جانی مالی نقصان ہوتا ہے مگر ادھر خیال تک نہیں جاتا۔

حیرت ہوتی ہے کہ بہت سے دیندار حضرات کے یہاں بھی علاوہ دیگر رسمیات وفضول خرچی کے صرف پٹاخوں میں دس، بیس، پچاس ہزار خرچ ہو جاتا ہے۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ صورت حال اللہ تعالیٰ کی حکیم وعادل ذات اور ربوبیت ورحمت عامہ کی صفات کے لئے غضب اور سخت ناپسندیدگی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مال کی زکوٰۃ اسی لئے فرض کی ہے کہ امت کے ان ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری ہوں اور مال والوں میں شہرت وناموری کے بجائے غرباء پروری کا شوق وجذبہ پیدا ہو، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہوتا ہے۔ اور اس سے معاشرہ کی دوسری بہت سی خرابیاں دور ہوتی ہیں، زکوٰۃ نہ دینے کے سبب مختلف صورتوں میں مالی وجانی نقصان ہوتا رہتا ہے لیکن اس پر بالکل غور نہیں کیا جاتا۔

ملت کے مالدار اور باحیثیت حضرات ملی تقاضوں اور ضرورتوں سے نگاہیں پھیر کر اپنی ذاتی 'خواہشات' اور 'حوصلہ مندیوں' پر تو بے دریغ اور شاہانہ اولوالعزمیوں کے ساتھ روپے خرچ کریں لیکن ملت کے بقاء کے لئے کام کرنے والے ادارے اور تحریکیں وسائل کی کمی کی وجہ سے مشکل ترین اور دشوار صورت حال سے دوچار ہوں تو پھر یہ مالدار لوگ چاہے قارون وقت ہوں، ہر وقت خطرہ میں ہیں۔ مال دینے والے کی نگاہ میں ان کی ایک تنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں۔ حالات کی معمولی سی تبدیلی اور واقعات کی کوئی ہلکی سی لہر بھی ان کے سارے سہاروں کو ریت کی دیوار کی طرح بہا کر لے جائے گی اور ایک خدا فراموش اور عیش وعشرت کی زندگی گذارنے والی قوم کی طرح ان کا حال بھی یہی ہوگا جس کی تصویر کشی قرآن پاک نے اس طرح کی ہے:

﴿فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ [حشر/۲]۔ (تو ان پر آیا اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا اور اللہ نے ڈالدیا ان کے دلوں میں رعب)۔

جس فضا وماحول میں ملت کا وجود اور اس کا مستقبل خطرہ میں ہو، اس کی آنے والی نسل کو اس کے دین وعقیدہ سے محروم کردینے کی کوششیں مختلف منصوبوں کی صورت میں ہو رہی ہوں، اس ماحول میں ملت کی آنے والی نسلوں کی تعلیم وتربیت کی فکر کے بجائے ملت کے سرمایہ داروں کی بڑی تعداد اسراف وفضول خرچی میں مبتلا ہو اور شہرت کی خاطر فخر کے طور پر تقریبات میں بے تحاشا روپے خرچ ہوں یہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند آسکتا ہے، اور کتنی مدت تک چھوٹ مل سکتی ہے؟!

امت مسلمہ کی یہ خصوصیت رہی ہے، جو کسی دوسرے دین ومذہب میں نہیں پائی جاتی کہ علماء ایسی باتوں پر برابر تنقید کرتے اور امت کو ہوشیار کرتے رہے ہیں اور امت کے ایسے افراد نے اس کو سنا اور مانا ہے جس سے امت کا بھرم قائم رہا ہے۔

اندلس کے خلیفہ عبدالرحمن الثالث نے جب مدینۃ الزہراء تعمیر کیا تو اپنی خاص نشست گاہ کے گنبد میں سونے چاندی کی اینٹیں لگوائی تھیں لیکن جب قاضی منذرؒ نے قرطبہ کی جامع مسجد میں بھرے مجمع میں خلیفہ کے اس کام پر تنقید کی تو خلیفہ نے اس گنبد کو گرادیا اور دوبارہ اس کو عام اینٹوں سے تعمیر کروایا۔ امت کے ان حالات پر تنقید نے اس کو فائدہ پہنچایا ہے، سنبھالہ دیا ہے، اس سے قوم میں زندگی اور بیداری پیدا ہوتی ہے۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے ۔

وفی العتاب حیاۃ بین اقوامٍ (قوم پر بے لاگ تنقید قوم کو زندگی کی نئی قسط عطا کرتی ہے)

یہی وجہ ہے کہ بے جا اور بے تحاشا مال خرچ کرنے کی قرآن کریم میں سخت ممانعت اور مذمت آئی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا﴾۔ [اسراء/ ۲۵] (اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے)۔

اس کے برخلاف صحیح طریقہ پر مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی تعریف اس طرح کرتا ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا﴾۔ [الفرقان/ ۶۶] (اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، ضرورت سے زیادہ نہ کم)۔

☆☆☆☆☆

سب سے بڑا انسان

علامہ سید سلیمان ندویؒ

دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفہ، ایک نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی، جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کردی، لیکن ان تمام کارناموں کے باجود امی اور ناخواندہ تھا وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریشی! عرب اور اسلام کا پیغمبر، اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کردیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لیے اور اس سلطنت کے لیے جس کو اس نے قائم کیا، ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کردیئے، اس طرح کہ قرآن اور احادیث کے اندر وہ تمام ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت ایک مسلمان کو اس کے دینی یا دنیاوی معاملات میں پیش آسکتی ہے، اپنی امت پر زکوۃ فرض کرکے قوم کے غریب طبقہ کی حاجت پوری کی، قرآن کی زبان کو دنیا کی دائمی اور عالمگیر زبان بنادیا کہ وہ مسلمان اقوام کے باہمی تعارف کا ذریعہ بن جائے، قوم کے ہر فرد کو ترقی کا موقع اس طرح عنایت کیا کہ یہ کہہ دیا کہ ایک مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان پر صرف تقویٰ کی بنا پر بزرگی حاصل ہے، اس بنا پر اسلام ایک حقیقی جمہوریت بن گیا، جس کا رئیس قوم کی پسند سے منتخب ہوتا ہے، مسلمانوں نے ایک مدت تک اس اصول پر عمل کیا، یہ کہہ کر کہ عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فوقیت نہیں، اسلام میں داخل ہونا ہر شخص کے لئے آسان کردیا، نامسلموں کے لئے اسلامی ملکوں میں عیش وآرام اور امن اطمینان سے سکونت کی ذمہ داری یہ کہہ کر اپنے اوپر لے لی کہ تمام مخلوق خدا کی اولاد ہے، تو خدا کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی اولاد کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے، خاندانی اور ازدواجی اصلاحات بھی اس کی نظر سے پوشیدہ نہ رہیں، اس نے نکاح و وراثت کے احکام مقرر کیے، عورت کا مرتبہ بلند کیا، نزاعات اور مقدمات کے فیصلے کے قوانین بنائے، بیت المال کا نظام قائم کرکے قومی دولت کو بیکار نہ ہونے دیا، علم کی اشاعت اور تعلیم اس کی کوششوں کا بڑا حصہ رہی، اس نے حکمت کو ایک مومن کا گم شدہ مال قرار دیا، اسی سبب سے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے زمانہ میں ہر دروازہ سے علم حاصل کیا، کیا ان کارناموں کا انسان دنیا کی سب سے بڑی ہستی قرار نہ پائے گا؟!

(سیرت النبی: ج۴/۱۲)

تاریخ اسلام

حضرت عمرؓ-صیغۂ عدالت

علامہ شبلی نعمانیؒ

محکمہ قضا:

یہ صیغہ بھی اسلام میں حضرت عمرؓ کی بدولت وجود میں آیا۔ ترقی تمدن کا پہلا دیباچہ ہے کہ صیغہ عدالت، انتظامی صیغے سے علیحدہ قائم کیا جائے۔ دنیا میں جہاں جہاں حکومت وسلطنت کے سلسلے قائم ہوئے، مدتوں کے بعد ان دونوں صیغوں میں تفریق ہوئی، لیکن حضرت عمرؓ نے خلافت کے چند ہی روز بعد اس صیغے کو الگ کردیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک خود خلیفۂ وقت اور افسران ملکی قضا کا کام بھی کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ابتدا میں یہ رواج قائم رکھا، اور ایسا کرنا ضروری تھا، حکومت کا نظم ونسق جب تک کامل نہیں ہولیتا ہر صیغے کا اجراء رعب وداب کا محتاج رہتا ہے۔ اس لیے فصل قضایا کا کام وہ شخص انجام نہیں دے سکتا جس کو فصل قضایا کے سوا اور کوئی اختیار نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے ابوموسی اشعریؓ کو لکھا کہ جو شخص بااثر اور صاحب عظمت نہ ہو قاضی نہ مقرر کیا جائے۔ بلکہ اس بنا پر عبداللہ بن مسعودؓ کو فصل قضایا سے روک دیا۔

لیکن جب انتظام کا سکہ اچھی طرح جم گیا تو حضرت عمرؓ نے قضا کا صیغہ بالکل الگ کردیا اور تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔ اس کے ساتھ قضا کے اصول وآئین پر ایک فرمان لکھا جو ابوموسیٰ اشعریؓ گورنر کوفہ کے نام تھا اور جس میں صیغہ عدالت کے تمام اصولی احکام درج تھے۔ ہم اس کو بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں:

رومن امپائر کے دوازدہ گاہ قواعد، جو رومیوں کے بڑے مفاخر خیال کیے جاتے ہیں اور جن کی نسبت سیسرو روم کا مشہور لکچرار لکھتا ہے کہ یہ قوانین تمام فلاسفروں کی تصنیفات سے بڑھ کر ہیں۔ وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔ ان دونوں کا موازنہ کرکے ہر شخص فیصلہ کرسکتا ہے کہ دونوں میں سے تمدن کے وسیع اصول کا کس میں زیادہ پتہ لگتا ہے۔

قواعد عدالت کے متعلق حضرت عمرؓ کی تحریر:

حضرت عمرؓ کا فرمان ذیل میں درج ہے:

”خدا کی تعریف کے بعد قضا ایک ضروری فرض ہے۔ لوگوں کو اپنے حضور میں، اپنی مجلس میں، اپنے انصاف میں برابر رکھو تا کہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو اور زوردار کو تمہاری رورعایت کی امید نہ پیدا ہو۔ جو شخص دعویٰ کرے اس پر بار ثبوت ہے اور جو شخص منکر ہو اس پر قسم صلح جائز ہے بشرطیکہ اس سے حرام حلال اور حلال حرام نہ ہونے پائے۔ کل اگر تم نے کوئی فیصلہ کیا تو آج غور کے بعد اس سے رجوع کرسکتے ہو، جس مسئلے میں شبہ ہو اور قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس پر غور کرو اور پھر غور کرو، اور اس کی مثالوں اور نظیروں پر خیال کرو، پھر قیاس لگاؤ۔ جو شخص ثبوت پیش کرنا چاہے اس کے لیے ایک معیار مقرر کرو۔ اگر وہ ثبوت دے تو اس کا حق دلاؤ، ورنہ مقدمہ خارج۔ مسلمان سب ثقہ ہیں باستثنائے اُن اشخاص کے جن کو حد کی سزا میں دُرے لگائے گئے ہوں یا جنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہو یا ولا اور وراثت میں مشکوک ہوں“۔

اس فرمان میں قضا کے متعلق جو قانونی احکام مذکور ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) قاضی کو عدالتانہ حیثیت سے تمام لوگوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہئے۔ (۲) بار ثبوت عموماً مدعی پر ہے۔ (۳) مدعا علیہ اگر کسی قسم کا ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے گی۔ (۴) فریقین ہر حالت میں صلح کرسکتے ہیں لیکن جو امر خلاف قانون ہے اس میں صلح نہیں ہوسکتی ہے۔ (۵) قاضی خود اپنی مرضی سے مقدمہ کے فیصل کرنے کے بعد اس میں نظر ثانی کرسکتا ہے۔ (۶) مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ معین ہونی چاہئے۔ (۷) تاریخ معینہ پر اگر مدعا علیہ نہ حاضر ہو تو مقدمہ یک طرفہ فیصل کیا جائے گا۔ (۸) ہر مسلمان قابلِ ادائے شہادت ہے لیکن جو شخص سزا یافتہ ہو یا جس کی جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو وہ قابلِ شہادت نہیں۔

صیغۂ قضا کی عمدگی یعنی فصل خصومات میں پورا عدل وانصاف ان باتوں پر موقوف ہے:

(۱) عمدہ اور مکمل قانون جس کے مطابق فیصلے عمل میں آئیں۔ (۲) قابل اور متدین حکام کا انتخاب۔ (۳) وہ اصول اور آئین جن کی وجہ سے حکام رشوت اور دیگر ناجائز وسائل کے سبب سے فصل خصومات میں رورعایت نہ کرنے پائیں۔ (۴) آبادی کے لحاظ سے قضاۃ کی تعداد کا کافی ہونا تا کہ مقدمات کے انفصال میں حرج نہ ہونے پائے۔

حضرت عمرؓ نے ان تمام امور کا اس خوبی سے

انتظام کیا کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا تھا۔ قانون کے بنانے کی تو کوئی ضرورت نہ تھی۔ اسلام کا اصلی قانون قرآن مجید موجود تھا۔ البتہ چونکہ اس میں جزئیات کا احاطہ نہیں، اس لیے حدیث واجماع وقیاس سے مدد لینے کی ضرورت تھی۔ حضرت عمرؓ نے قضاۃ کو خاص طور پر اس کی ہدایت لکھی۔ قاضی شریح کو ایک فرمان میں لکھا کہ مقدمات میں اول قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو۔ قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہو تو حدیث اور حدیث نہ ہو تو اجماع (کثرت رائے) کے مطابق اور کہیں پتہ نہ لگے تو خود اجتہاد کرو۔

حضرت عمرؓ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ وقتاً فوقتاً حکام عدالت کو مشکل اور مبہم مسائل کے متعلق فتاویٰ لکھ کر بھیجتے رہتے تھے۔ آج اگر ان کو ترتیب دیا جائے تو ایک مختصر مجموعہ قانون بن سکتا ہے۔ لیکن ہم اس موقع پر ان کا استقصا نہیں کرسکتے۔ اگر کوئی چاہے تو "کنز العمال" اور "ازالۃ الخفا" وغیرہ سے کرسکتا ہے۔ اخبار القضاہ میں بھی متعدد فتاویٰ مذکور ہیں۔

قضاۃ کا انتخاب:

قضاۃ کے انتخاب میں جو احتیاط اور نکتہ سنجی کی گئی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جو لوگ انتخاب کیے گئے وہ اس حیثیت سے تمام عرب میں انتخاب تھے۔ پایہ تخت یعنی مدینہ منورہ کے قاضی زید بن ثابتؓ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کاتب وحی رہے تھے، وہ سریانی اور عبرانی زبان کے ماہر تھے اور علوم فقہ میں سے فرائض کے فن میں تمام عرب میں ان کا جواب نہ تھا۔ کعب بن سور الازدی جو بصرہ کے قاضی تھے بہت بڑے معاملہ فہم اور نکتہ شناس تھے۔ امام ابن سیرینؒ نے ان کے بہت سے فیصلے اور احکام نقل کیے ہیں۔ فلسطین کے قاضی عبادہ بن الصامتؓ تھے جو منجملہ ان پانچ شخصوں کے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تمام قرآن حفظ کیا تھا اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ ﷺ نے ان کو اہل صفہ کی تعلیم سپرد کی تھی۔ حضرت عمرؓ ان کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ جب امیر معاویہؓ نے ان کے ساتھ ایک موقع پر مخالفت کی تو حضرت عمرؓ نے ان کو امیر معاویہؓ کی ماتحتی سے الگ کرلیا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے کے حکامِ عدالت:

کوفہ کے قاضی عبداللہ بن مسعودؓ تھے جن کا فضل وکمال محتاج بیان نہیں، فقہ حنفی کے مورث اول وہی ہیں۔ عبداللہؓ بن مسعود کے بعد ۱۹ھ میں قاضی شریح مقرر ہوئے۔ وہ اگرچہ صحابہ میں سے نہ تھے لیکن اس قدر ذہین اور معاملہ فہم تھے کہ تمام عرب میں ان کا جواب نہ تھا۔ چنانچہ ان کا نام آج تک مثال کے طور پر لیا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ ان کو اقضی العرب کہا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے سوا جمیل بن معمر الجمحی، ابومریم الحنفی، سلمان بن ربیعہ الباھلی عبدالرحمٰن بن ربیعہ، ابوقرۃ الکندی، عمران بن الحصین، جو حضرت عمرؓ کے زمانے کے قضاۃ ہیں، ان کی عظمت وجلالت شان، رجال کی کتابوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

قضاۃ کا امتحان کے بعد مقرر ہونا:

قاضی اگرچہ حاکم صوبہ یا حاکم ضلع کا ماتحت ہوتا تھا اور ان لوگوں کو قضاۃ کے تقرر کا پورا اختیار حاصل تھا۔ تاہم حضرت عمرؓ زیادہ احتیاط کے لحاظ سے اکثر خود لوگوں کا انتخاب کر کے بھیجتے تھے۔ انتخاب کے لیے اگرچہ خود امیدواروں کی شہرت کافی تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ اس پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ اکثر عملی امتحان اور ذاتی تجربے کے بعد لوگوں کا انتخاب کرتے تھے۔

قاضی شریح کی تقرری کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے پسند کی شرط پر ایک گھوڑا خریدا اور امتحان کے لیے ایک سوار کو دیا۔ گھوڑا سواری میں چوٹ کھا کر داغی ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو واپس کرنا چاہا۔ گھوڑے کے مالک نے انکار کیا۔ اس پر نزاع ہوئی اور شریح ثالث مقرر کیے گئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر گھوڑے کے مالک سے اجازت لے کر سواری کی گئی تھی تو گھوڑا واپس کیا جاسکتا ہے، ورنہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حق یہی ہے۔ اور اسی وقت شریح کو کوفہ کا قاضی مقرر کردیا۔

کعب بن سور لازدی کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ گزرا۔ ناجائز وسائل آمدنی روکنے کے لیے بہت سی بندشیں کیں۔

رشوت سے محفوظ رکھنے کے وسائل:

(۱) تنخواہیں بیش قرار مقرر کیں کہ بالائی رقم کی ضرورت نہ ہو۔ مثلاً سلمان ربیعہ اور قاضی شریح کی تنخواہ پانچ پانچ سو درہم ماہوار تھی۔ اور یہ تعداد اس زمانے کے حالات کے لحاظ سے بالکل کافی تھی۔

(۲) قاعدہ مقررہ کیا کہ جو شخص دولت مند اور معزز نہ ہو، قاضی مقرر نہ ہونے پائے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ گورنر کوفہ کو جو فرمان لکھا اس میں اس قاعدہ کی وجہ یہ لکھی کہ دولت مند رشوت کی طرف راغب نہ ہوگا اور معزز آدمی پر فیصلہ کرنے میں کسی کے رعب وداب کا اثر نہ ہوگا۔

ان باتوں کے ساتھ کسی قاضی کو تجارت اور خرید وفروخت کرنے کی اجازت نہ تھی، اور یہ وہ اصول ہے جو مدتوں کے تجربے کے بعد ترقی یافتہ ممالک میں اختیار کیا گیا ہے۔

انصاف میں مساوات:

عدالت وانصاف کا ایک بڑا لازمہ عام مساوات کا لحاظ ہے۔ یعنی یہ کہ دیوان عدالت میں شاہ وگدا، امیر وغریب، شریف ورذیل سب ہم مرتبہ سمجھے جائیں۔ حضرت عمرؓ کو اس کا اس قدر اہتمام تھا کہ اس کے تجربے اور امتحان کے لیے متعدد دفعہ خود عدالت میں فریق مقدمہ بن کر گئے۔ ایک دفعہ ان میں اور ابی بن کعبؓ میں کچھ نزاع تھی۔ ابیؓ نے زید بن ثابتؓ کے ہاں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ مدعاعلیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ زیدؓ نے تعظیم دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر ابیؓ کے برابر بیٹھ گئے۔ زیدؓ کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور حضرت عمرؓ کو دعویٰ سے انکار تھا۔ ابیؓ نے قاعدہ کے موافق حضرت عمرؓ سے قسم لینی چاہی لیکن زیدؓ نے ان کے رتبے کا پاس کرکے ابیؓ سے درخواست کی کہ امیرالمومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ اس طرف داری پر نہایت رنجیدہ ہوئے، زید کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمرؓ دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے۔

قضاۃ اور ان کی کارروائیوں کے متعلق حضرت عمرؓ نے جس قسم کے اصول اختیار کیے، اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے عہد خلافت میں بلکہ بنوامیہ کے دور تک عموماً قضاۃ ظلم وناانصافی کے الزام سے پاک رہے۔ علامہ ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل میں لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس قاضی نے خلاف انصاف عمل کیا وہ بلال بن ابی بردہ تھے (یہ بنوامیہ کے زمانے میں تھے)۔

☆☆☆☆☆

علم کی تاریخ کا سب سے بڑا مغالطہ اور تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا المیہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے، انسان اپنی ذات سے علم کا نہ تو مرجع ہے اور نہ مصدر، وہ صرف اللہ کی مرضی کو پورا کرنے والا یا نمائندہ ہے، قرآن مجید نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسماء (جو علم کی بنیاد ہے) کا ذکر ان کے زمین میں خلافت الٰہی کے منصب پر سرفراز ہونے کے تذکرہ کے بعد اور اسی سیاق وسباق میں کیا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم کا استعمال خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے کرنے پر مامور تھے، علم کی تاریخ بلکہ تاریخ عالم کا یہ بہت بڑا المیہ تھا کہ انسان نے یہ فراموش کردیا کہ وہ خالق کائنات کا نائب اور خلیفہ ہے۔ اسے اس دنیا کی امانت سپرد کی گئی تھی، مالک اور آقا بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا کہ وہ زمین کے اوپر اور اس کے اندر پائے جانے والے خزانوں کو اپنے ذاتی، قومی، نسلی اور طبقاتی مفاد کیلئے یا سیاسی برتری حاصل کرنے کیلئے استعمال کرے، انسانیت کی تاریخ اور علم دونوں کیلئے وہ منحوس ترین دن تھا جب اس نے تباہی کے اس راستہ کا انتخاب کیا، صرف یہ احساس کہ انسان اس دنیا کا مالک ہونے کے بجائے خدا کا خلیفہ اور نائب ہے، اسے صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے کیوں کہ اس حقیقت کا عرفان ہی اسے من مانی کارروائی کرنے میں مانع ہوسکتا ہے۔

علم کا اس مالک سے رشتہ منقطع ہونا واقعتاً بہت بڑا فتنہ ہے، انسان نے علم تو حاصل کرلیا لیکن اس کے ذہن نے علم کے خالق کو فراموش کردیا۔ آج دنیا تباہی کے دہانہ پر کھڑی ہوئی ہے، یورپ اور امریکہ کے سیاست دانوں اور عالموں اور ان تمام لوگوں سے معذرت کے ساتھ جو مغرب کی تہذیب پر نازاں ہیں، میں یہ عرض کروں گا کہ انسان کا اپنے آپ کو خود مختار اور اس دنیا کا حقیقی مالک سمجھ لینا ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ انسان جب اپنی ابتدا کو بھول گیا تو اسے اپنی حیات کا مقصد اور انتہا بھی فراموش ہوگئے ہیں، پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ انسان اس وقت تک اس دنیا کے حالات کو سدھارنے میں ناکام رہے گا، جب تک وہ یہ تسلیم نہ کرے گا کہ وہ صرف ایک مخلوق ہے، جسے اپنے خالق کے سامنے پیش ہوکر اپنے اعمال کی جواب دہی بھی کرنی ہے اس یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اسے جتنا بھی علم حاصل ہوا ہے وہ اس کے ایک سرے پر کھڑا ہوا ہے، اور دوسرے سرے پر علم کا خالق، اس کا آقا اور مالک موجود ہے، اگر یہ رشتہ منقطع ہوگیا تو انسان اپنی تخلیق کا مقصد بھی فراموش کردے گا، اور ہماری دنیا ایک میدان جنگ اور انسانیت کے ایک ایسے مذبح میں تبدیل ہوجائے گی جہاں غلامی کے بے شمار اقسام، بے انصافیوں اور انسانیت کی تذلیل کا دور دورہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

منزل به منزل

رپورٹ ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
پیش کردہ جلسہ مجلس انتظامی

۲۱/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷/مارچ ۲۰۱۱ء بروز یکشنبہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علیٰ آلہ و صحبہ الغر المیامین، و من تبعھم باحسان و دعا بدعوتھم إلیٰ یوم الدین، أما بعد:

محترم حضرات اراکین مجلس انتظامی ندوۃ العلماء!

حضرات! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ندوۃ العلماء کا رواں مالی سال معمول کے مطابق ۳۱/مارچ کو اختتام پذیر ہورہا ہے اور یکم اپریل سے اگلے مالی سال کا آغاز ہوگا۔ مالی سال کے لئے وقت کا یہ تعین دراصل ملک میں اور حکومتی حلقوں میں رائج طریقہ سے ہم آہنگ رکھنے کی ضرورت سے اختیار کیا گیا، ورنہ ندوۃ العلماء کا مالی سال ہجری سنہ کے مطابق محرم سے شروع ہوکر ذی الحجہ میں ختم ہوتا تھا، اور تعلیمی سال شوال سے شروع ہوکر شعبان پر ختم ہوتا تھا جو علیٰ حالہ قائم ہے اور چونکہ حسابات کی ترتیب کو رائج الوقت طریقہ کے لحاظ سے دکھانے میں بڑی دشواری ہوتی تھی، لہٰذا اس کا حل یہی نکالا گیا کہ مالی سال تو رائج الوقت طریقہ کے مطابق کردیا جائے اور علمی، تعلیمی اور دینی لحاظ سے نظام حسب سابق رکھا جائے، چنانچہ اب مجلس انتظامی اپنے حسابات کی رپورٹ یکم اپریل سے ۳۱/مارچ تک کی بنیاد پر زیر غور لاتی ہے، اور آپ حضرات کے سامنے سالانہ بجٹ کی صورت میں پیش کرتی ہے، علمی، تعلیمی اور دینی کاموں کی ترتیب کو رمضان تا رمضان ہی جاری رکھا جاتا ہے۔

حضرات! دارالعلوم کا تعلیمی سال سنہ ہجری کے لحاظ سے شوال تا شعبان ہوتا ہے، اس کے لحاظ سے نصف سال کی مدت گزرگئی ہے اور اب نصف سال کی مدت باقی ہے، اس حالیہ سال کی خصوصیات میں ایک بات یہ رہی کہ طلبہ کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا اور صرف عالیہ اور علیا درجات میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد ڈھائی ہزار تک پہونچ گئی ہے، جبکہ دارالعلوم کے احاطہ کے اندر تنگی کی وجہ سے دارالعلوم کے ابتدائی اور ثانوی مرحلہ کے درجات شہر کی کئی جگہوں میں منتقل کیے گئے، ان کے درجات میں بھی تقریباً ڈھائی ہزار طلبہ کی تعداد ہوتی ہے، اس طرح دار العلوم ندوۃ العلماء کے طلبہ کی تعداد تنہا اس شہر میں پانچ ہزار کے قریب ہوئی۔ شہر کے باہر دوسرے شہروں میں دارالعلوم کے ملحقہ مدارس پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں، ان میں تاحال دوسو سے زیادہ مدارس دار العلوم ندوۃ العلماء کے نظام تعلیم میں شامل ہیں، اس طرح دار العلوم کا تعلیمی حلقہ الحمد للہ ہندوستان گیر حیثیت حاصل کرچکا ہے۔ ہندوستان کے باہر کے ممالک کے طلبہ کی بھی ایک خاصی تعداد دار العلوم میں تعلیم حاصل کرنے آتی ہے اور فراغت کرکے اپنے ملک واپس جاتی ہے، ان میں سے متعدد نے اپنے اپنے ملکوں میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ہی طرز کی پابندی کرتے ہوئے مدارس قایم کیے ہیں ان میں ملک نیپال، بنگلادیش، ملیشیا اور تھائی لینڈ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان ملکوں میں سے بعض میں ایک سے زائد مدرسے یہاں کے فارغ التحصیل فضلاء کے قایم کردہ ہیں اور وہ تعلیمی سلسلہ میں دار العلوم کے ذمہ داروں سے برابر رابطہ رکھتے ہیں۔

حضرات! دارالعلوم ندوۃ العلماء کی یہ وسعت محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوئی ہے، ندوۃ العلماء کے سابق ناظم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف ممالک کے دوروں اور ان کی علمی اور دینی خدمات سے پورے عالم اسلامی کے دینی حلقوں میں جو تعارف و تعلق ہوا، اس کا بھی خصوصی اثر پڑا ہے، اور الحمد للہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اثر اور عالم اسلام کے دینی حلقوں سے ان کا جو تعلق قایم ہوا تھا اس کا سلسلہ جاری ہے، اور اس کے اثر سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فرزندوں کو باہر کے حلقوں میں فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے، اور اس کا اظہار ہوتا رہتا ہے، اور باہر کے طلبہ کی یہاں تعلیم حاصل کرنے کی درخواستیں بھی کثرت سے آتی ہیں، لیکن تعلیمی ویزے کے حصول کی شرط بہت کم پوری ہونے کی بنا پر بہت تھوڑی تعداد میں باہری طلبہ دار العلوم میں آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں، پھر بھی ان کی تعداد اس وقت ڈیڑھ سو کے قریب ہے، یہ طلبہ چونکہ یہاں کی رائج زبان اردو نہیں جانتے، اس لئے ان کے لئے یہاں خصوصی درجات کا نظام ہے، جس میں ذریعہ تعلیم عربی زبان ہے اور جو طلبہ عربی سے واقف نہیں ہوتے ان کو شروع میں انگریزی کے ذریعہ چلایا جاتا ہے جو بتدریج عربی سمجھنے لگتے ہیں، یہ خصوصی درجات دو قسم کے ہیں، ایک تو وہ جس میں باہر کے طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں دوسرے اردو سمجھنے والے طلبہ جو عصری نظام تعلیم میں انٹر تک یا بی اے کی سطح کی تعلیم حاصل کیے ہوتے ہیں، وہ پانچ یا چھ سال میں عالمیت کا کورس مکمل کرلیتے ہیں اور وہ اس طریقہ سے دینی اور عصری تعلیم کے جامع بن جاتے ہیں اور دونوں میدانوں میں کام کے لائق ہوتے ہیں، ان کی تعلیم کا ذریعہ اردو یا عربی ہوتا ہے۔

حضرات! دارالعلوم نے خصوصی درجات کے علاوہ ان طلبہ کے لئے بھی جو دینی تعلیم کے قدیم نظام کے تحت تعلیم حاصل کرکے فارغ ہوتے ہیں، اور انہوں نے دار العلوم کے نصاب تعلیم اور سماجی علوم اور زبان کی تعلیم کے جدید انداز کے مطابق تعلیم حاصل نہیں کی ہوتی ان کے لئے بھی الگ سے تعلیمی شعبہ قایم کررکھا ہے کہ وہ اپنی اس کمی کو یہاں آکر پورا کریں۔ یہ شعبہ ادب اور دعوت کا شعبہ کہلاتا ہے، اس میں عربی زبان وادب کی اور بعض دیگر ضروری مضامین کی تعلیم ہوتی ہے، اور ان کے علاوہ دعوتی کام کے لئے جن انسانی اور سماجی معلومات کی ضرورت ہے ان کو بقدر ضرورت پڑھایا جاتا ہے تاکہ اس سے فارغ ہوکر دعوتی، تربیتی اور سماجی کاموں میں ان کو مدد مل سکے۔

حضرات! تعلیم کے وسیع نقشہ کے لحاظ سے تعلیم کا جو نصاب مرتب کیا گیا ہے، اس میں سماجی علوم کا ضروری حصہ ابتدائی اور ثانوی درجات میں رکھا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے دار العلوم کی ابتدائی تعلیم میں جو گیارہ سال کی مدت پر محیط ہے، عصری اسکول کے نصاب کے ضروری مضامین بھی رکھے گئے ہیں، سائنس کی ابتدائی ضروری معلومات بھی نصاب میں شامل رکھی گئی ہیں، البتہ دار العلوم کے اوپر کے درجات میں جو عصری اصطلاحات کے لحاظ سے انٹر، بی اے، ایم اے کی سطح کے ہیں، ان میں عام طور پر علوم اسلامیہ ودینیہ کے کسی ایک شعبہ میں اختصاص کا بندوبست رکھا گیا ہے، اس کے لئے دار العلوم میں تین اقسام یعنی فیکلٹیاں (کلیۃ الشریعۃ واصول الدین، کلیۃ اللغۃ العربیۃ وآدابھا اور کلیۃ الدعوۃ والاعلام) ہیں، ان میں علوم دینیہ عالیہ حدیث فقہ اور تفسیر کی تعلیم کی وہی مقدار و سطح رکھی گئی ہے جو ہمارے قدیم نظام تعلیم کے اونچے مدارس میں ہے تاکہ عالم وفاضل کی سطح کمزور سطح نہ بنے۔

حضرات! یہ سب دراصل اس نقطۂ نظر پر عمل درآمد کا نتیجہ ہے جو ندوۃ العلماء کے بانیوں نے آج سے ایک صدی قبل طے کیا تھا کہ تعلیم میں ممکنہ حد تک ثنوی نظام سے بچا جائے اور وحدانی نظام اختیار کیا جائے، لیکن وسائل کی دشواری کی وجہ سے بتدریج ہی اس پر عمل ہوسکا، دار العلوم کے اس تعلیمی نقطہ نظر کو دیکھ کر عام طور پر پورے عالم اسلامی میں پسندیدگی کا اظہار کیا گیا اور یہ ندوۃ العلماء کی شہرت کا ذریعہ بنا۔

حضرات! انسانی زندگی میں تعلیم کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا تذکرہ اس زمانہ میں بہت کیا جارہا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے اول دور میں اس کو بخوبی سمجھا اور بہت توجہ سے اپنایا تھا، ان کو اس کا اول سبق قرآن مجید کی نازل ہونے والی پہلی آیت ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ سے ملا تھا، جس سے ان کو تعلیم کی پوری تاکید ملی، لیکن رب العالمین نے یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ علم کو اپنے رب کے نام کے ساتھ اختیار کرو، لہٰذا علم کو رب العالمین کے نام سے جوڑنے کا کام اہل ایمان کی اصل کامیابی کا ذریعہ ہے، اس لئے کہ ان کو دنیا برتنے کے ساتھ خالق کائنات رب العالمین کے احکام کی پیروی کرنا بھی ضروری بتایا گیا ہے، چنانچہ اسلام کے آنے کے وقت سے پانچ چھ سو سال تک مسلمانوں نے تعلیم کی اس جامعیت کو عمل میں لاکے دکھایا، اور وہ اپنے ان پانچ چھ سو سالوں میں تعلیم کے میدان میں سب قوموں سے آگے رہے جبکہ مغربی ممالک جو سب قوموں سے آج دنیاوی تعلیم میں آگے ہیں، اس پوری مدت میں جہالت وتاریکی میں رہے اور بعد میں مسلمانوں کے ان کاموں سے فیض پاکر آگے بڑھے اور کمالات تک پہونچے، البتہ تعلیم میں ترقی کرنے میں ان کا کمال دنیاوی علوم تک محدود ہے، ان کے یہاں دنیا کے ساتھ دین نہیں ہے، دین کا لحاظ نہ ہونے کی بنا پر پوری دنیا میں جن پر ان کا اثر پڑا، وہ اس وقت اخلاقی اور انسانی صفات سے خالی ہوتے جارہے ہیں، مسلمانوں نے اپنے اول دور میں دینی واخلاقی خوبیوں کے ساتھ سائنس کے شعبوں میں اتنی ترقی کرلی تھی کہ ان کی بعض تحقیقات اور انکشافات بطور اصول موجودہ ترقی یافتہ سائنس کی بنیادوں میں اب بھی پائی جاتی ہیں، اور اگر مسلمانوں نے اپنی پانچ سو سالہ ترقی پر اکتفاء کرکے تساہلی کا طریقہ اختیار نہ کرلیا ہوتا اور اپنی کوششیں جاری رکھتے تو سائنس کی موجودہ ترقیات وانکشافات میں بلکہ مغربی اہل علم کی حاصل کردہ تحقیقات میں وہ مغرب سے آگے پہونچ گئے ہوتے لیکن مسلمانوں نے چار پانچ سو سالوں کے بعد اپنی حاصل کردہ ترقی پر انحصار کرلیا تھا اور اس میں مزید ترقی کی زیادہ فکر نہیں کی تھی، اس کے اثر سے وہ بتدریج دوسروں سے پیچھے ہونے لگے اور مغربی قوموں نے مسلمانوں سے جو سبق سیکھا تھا وہ اس کے اثر سے اس راہ میں بڑھتے بڑھتے بہت بڑھ گئے اب مسلمانوں میں اس کا شعور پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے کہ وہ دوسروں سے پیچھے نہ رہیں اور وقت کی ضرورت کو بھی سمجھیں اور تعلیم کے ذریعہ ضرورت کو پورا کریں، لیکن تعلیم کے دونوں پہلوؤں کی رعایت کے ساتھ کمال حاصل کرنے کی کوشش کریں، ندوۃ العلماء کے بانیوں نے جو اس وقت کے بڑے علماء تھے، وقت کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کے لئے جو قابل عمل تھا، اس کو اختیار کرنے کی دعوت دی اور اب الحمد للہ مسلمانوں کے دینی تعلیمی حلقوں میں بھی یہ بات محسوس کی جانے لگی ہے اور تعلیم کے دونوں

پہلوؤں کی رعایت کی طرف توجہ ہونے لگی ہے۔ اس نقطۂ نظر کی بنیاد پر ایک طرف دینی علوم میں اختصاص پیدا کرنے کی اہمیت کو کم نہیں قرار دیا جاسکتا اور دوسری طرف ابتدائی تعلیم میں دینی عقائد و اعمال سے واقف کرانے میں تساہلی کرنا بھی نقصان دہ بات ہے۔ لہٰذا امت اسلامیہ کے دانشوروں کو ان دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت بھی ہے۔

ندوۃ العلماء نے اپنے یہاں تعلیم کے ابتدائی وثانوی مرحلہ میں دنیاوی معلوماتی مضامین ضرورت کے مطابق رکھے ہیں اور اوپر کے درجات میں ملت اسلامیہ کی دینی واسلامی ضرورت کے لحاظ سے مضامین کو محدود اور مخصوص کیا، اسی کے اثر سے علوم اسلامیہ میں ماہر بنتے ہیں اور اسی صورت میں اس کی تعلیم سے علامہ سید سلیمان ندویؒ، علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور دیگر جامع صلاحیت کے علماء پیدا ہوئے۔ دنیاوی علوم میں باکمال افراد تیار کرنے کا کام ملک کی یونیورسٹیاں اور کالج انجام دے رہے ہیں اور ان سے اس کی ضرورت پوری کی جارہی ہے، اس طرح مسلمانوں کی تعلیم کے دونوں پہلوؤں پر عمل ہورہا ہے۔

حضرات! ہمارے تعلیمی عصری مسلم ادارے خواہ دینی عنوان سے ہوں یا دنیاوی عنوان سے ہوں، اس ملک میں مسلمانوں کی بڑی ضرورت ہیں، ہمارے عصری ادارے مسلمانوں کی دنیاوی ترقی اور برتری کا وسیلہ بنتے ہیں، اور ہمارے دینی مدارس مسلمانوں کے دینی تحفظ اور مسلمانوں کی اسلامی شناخت اور دینی تشخص کے تحفظ کا کام کرتے ہیں، اور اس ملک میں مسلمانوں کی بقا اور ان کے حصول عزت کے کام میں یہ دونوں اس امت کے لئے دو بازو ہیں جو بقا و ترقی کے کام کو انجام دینے میں ذریعہ بنتے ہیں، ہمیں اپنے ان دونوں بازوؤں کی حفاظت کرنی ہے، البتہ اسی کے ساتھ اس کی بھی ضرورت ہے کہ جس طرح ہمارے دینی اداروں کے ابتدائی مرحلہ میں دنیاوی ضرورت کے مضامین شامل کیے جارہے ہیں، ہمارے دنیاوی تعلیم کے اداروں میں دین کی ضروری باتیں بھی داخل درس کی جائیں اور الحمد للہ ہمارے علماء اور موجودہ دانشوروں میں اس بات کو سمجھنے میں کمی نہیں پائی جاتی، اس طرح ہم کو انشاء اللہ مستقبل میں کامیابی سے مایوسی نہیں ہے۔

ہمارے دینی مدارس انسان سازی کے کارخانوں کے طور پر قایم کیے جاتے ہیں، جن میں دین کی حفاظت اور دین کو قایم کرنے کے کام کو انجام دینے کے لئے افراد تیار کیے جاتے ہیں، یہ افراد تیار نہ ہوں تو دین کو قایم رکھنے اور قایم کرنے والے افراد نہ تیار ہوسکیں گے، لہٰذا یہ امت مسلمہ کو امت مسلمہ برقرار رکھنے کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔ چنانچہ جن ملکوں میں دینی مدارس ختم کردئے گئے وہاں دین سے واقفیت اور دین پر عمل ختم ہوگیا، اس کی مثال ترکستان کے ممالک ہیں، جہاں کمیونسٹ نظام آنے پر مدارس ختم کردئے گئے تھے، میں نے خود جاکر دیکھا کہ دین سے واقفیت سے وہاں کے مسلمان محروم ہوگئے، اس لئے ملک میں اسلام کی بقا کے لئے ہمارے ان مدارس کا جاری رہنا ضروری ہے۔

دوسری ایک ضروری اہم بات یہ عرض کرنا ہے کہ ہماری دینی تعلیم کے نظام کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو علم دین میں باکمال افراد تیار کرنا جو دین کی مختلف النوع ضرورتوں کو پورا کرسکیں، مفتی قاضی، داعی، مدرس، محقق اور امام تیار کیے جائیں، دوسرا پہلو یہ ہے کہ نئی مسلم نسل کو کم از کم دین کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرادیا جائے تاکہ وہ دینی عقیدہ وعمل پر قایم رہ سکے، اور ضروری باتوں پر عمل کرسکے، اول پہلو کی بنیاد پر ہمارے اعلیٰ دینی تعلیم کے بڑے مدارس میں دینی تخصصات کا نظام ہے، جیسا کہ ندوۃ العلماء ہے، علم دین سے بھرپور واقفیت رکھنے والے اور اقامت دین کی صلاحیت پیدا کرنے والے افراد تیار کرتے ہیں، دینی تخصصات حاصل کرنے والے افراد کی تعداد بقدر ضرورت ہوتی ہے، بقیہ عام مسلمانوں کے اکثر افراد کے لئے دین کی بنیادی معلومات سے بقدر ضرورت واقف ہونا کافی ہوسکتا ہے تاکہ وہ دین کی ضروری اور لازمی باتوں پر عمل کرسکیں، اس کی تعلیم کا انتظام ابتدائی مرحلہ تعلیم اور مکاتب اسلامیہ کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے، تاکہ کوئی مسلمان بچہ خواہ وہ تعلیم کی کسی لائن میں ہو ان سے ناواقف نہ رہے، اس کے لئے ہم پر دینی مکاتب کا جال پھیلا دینے کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

حضرات! ندوۃ العلماء تعلیمی ضرورت کے ساتھ ساتھ ایک وسیع اور جامع نقطہ نظر کا حامل ادارہ ہے، اس کے تحت مختلف شعبے ہیں، اس کا بڑا شعبہ تعلیمی شعبہ دارالعلوم کے نام سے تعلیمی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اس کے ساتھ ملت اسلامیہ کے بقا وترقی کی دیگر ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے کاموں کے مختلف ومتنوع شعبے بھی ہیں۔

تعلیمی شعبہ دار العلوم ندوۃ العلماء

دارالعلوم تین بڑے شعبوں پر مشتمل ہے، ایک كلية الشريعة واصول الدين، دوسرا كلية اللغة العربية وآدابها، اور تیسرا كلية الدعوة والإعلام والفكر الإسلامي، پھر تعلیم کے اس اعلی مرحلہ یعنی فضیلت وتخصص سے فارغ ہونے والوں میں جو زیادہ ذی استعداد فارغین ہوں، ان کو ریسرچ اور علمی تحقیق ومطالعہ کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ ان منتخب فارغ التحصیل طلبہ کے لئے جو شعبے قائم کیے گئے، ان میں سے ایک تو المعهد العالي للقضاء والافتاء ہے، دوسرا المجمع العلمي لدراسات علوم القرآن والسنة ہے، اور تیسرا شعبہ صحافت ولسانیات ہے۔

امسال شعبۂ صحافت ولسانیات کو كلية الدعوة والاعلام کے تحت کردیا گیا ہے۔

المجمع العلمي لدراسات علوم القرآن والسنة کے طلبہ کے لئے كلية اللغة العربية وآدابها کے زیریں ہال میں کمپیوٹر لگوائے گئے ہیں، اس کے علاوہ ایک پروجیکٹر کا بھی انتظام کیا گیا ہے، جس کے ذریعہ طلبہ کو

المكتبة الشاملة اور دیگر مراجع سے واقف کرایا جاتا ہے۔ بحث وتحقیق کا یہ شعبہ فضیلت وتخصص سے فارغ طلبہ میں جو نمایاں استعداد کے ہوتے ہیں، ان کو تحقیق وبحث کی تربیت دیتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ تعلیمی سال میں پانچ چھ طلبہ نے بحث وتحقیق کا اچھا کام انجام دیا، اور اچھی تحقیق پیش کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ سال رواں بھی پانچ چھ طلبہ اس میں لیے گئے اور وہ بحث وتحقیق کا مفوضہ کام انجام دے رہے ہیں، اس شعبہ کو مولانا تقی الدین ندوی کی مشاورتی سرپرستی اور مہتمم صاحب کی انتظامی سرپرستی حاصل ہے، اور عمید كلية الدعوة والاعلام مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی نگرانی میں کام انجام دیا جاتا ہے۔

معہد دار العلوم سکروری

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں درجات تعلیم اور طلباء کی تعداد بڑھ جانے پر اس کا ثانوی درجات کا مرحلہ شہر میں منتقل کردیا گیا ہے جو شہر کے دیگر مدارس کی طرح علاحدہ سے کام انجام دے رہا ہے، یہ ثانوی مرحلہ شہر کے مرکزی حصہ سے ۱۲ کلومیٹر کے فاصلے پر سکروری نام کے قصبہ میں ایک وسیع جگہ مل جانے پر انجام دیا گیا، یہ معہد دار العلوم سکروری کے نام سے موسوم ہے، اور اس میں (۵۱۰) طلبہ تعلیم حاصل کررہے ہیں، ان کے لئے مہتمم دار العلوم کے نائب کی حیثیت سے ناظر معہد خدمت انجام دیتا ہے۔

معہد سیدنا ابی بکر الصدیق مہیت منو

یہ معہد ثانوی تعلیم اور حفظ کے مدرسہ کے طور پر خود ندوۃ العلماء کا قائم کردہ ہے اور ندوۃ العلماء ہی اس کے مصارف ادا کرتا ہے، یہاں درجہ عالیہ اولی تک تعلیم ہے، یہاں کے طلبہ عالیہ اولی کے بعد دار العلوم کے درجات میں منتقل ہوجاتے ہیں، اس مدرسہ کو ایک ناظر دیکھتا اور چلاتا ہے، سال رواں طلبہ کی تعداد ۵۷۰ ہے۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے رہائش اور تعلیم دونوں میں دشواری تھی، الحمد للہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے ۲۰ رکمروں اور چار بڑے ہالوں پر مشتمل ایک عمارت تعمیر ہوگئی ہے، فوری طور پر اس میں تعلیم شروع کردی گئی ہے، ایک ہال میں کتب خانہ منتقل کرنے کا پروگرام ہے، طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر دار الاقامہ، مہمان خانہ اور اسٹاف کوارٹر کی شدید ضرورت ہے۔

دیگر متعلقہ مدارس

معہد سیدنا ابی بکر الصدیق کی سطح کے کئی دیگر مدارس بھی شہر میں قائم ہیں، جو دار العلوم کے اصول کے مطابق کام انجام دیتے ہیں، البتہ ان کو اپنے اخراجات کا انتظام خود کرنا ہوتا ہے، ان میں اہم مدرسہ "مدرسہ عالیہ عرفانیہ" واقع محلہ چوک ہے، وہاں عالیہ ثانیہ تک تعلیم ہوتی ہے عالیہ ثانیہ کے طلبہ سالانہ امتحان دار العلوم ندوۃ العلماء کے تحت دیتے ہیں اور آگے کی بقیہ تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء میں مکمل کرتے ہیں، اس مدرسہ کے علاوہ ایک دوسرا مدرسہ "مظہر الاسلام" ہے جو شہر کے محلہ بلوچپورہ میں قائم ہے، اور اس میں عالیہ اولی تک تعلیم ہوتی ہے، اور اس کے طلبہ آگے کی تعلیم کے لئے دار العلوم منتقل ہوکر اعلی تعلیم تک جاتے ہیں۔ ان دو مدرسوں کے علاوہ بھی کئی اور مدرسے شہر کے اندر عربی درجات تک کی تعلیم کے ہیں جن کے طلبہ آخری مرحلہ کا سالانہ امتحان دار العلوم میں دیکر آگے کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

مکاتب شہر

مذکورہ مدارس کے علاوہ شہر لکھنؤ ہی کے اندر مکاتب بھی قائم کیے گئے ہیں، اور ان کا کام بھی بخوبی انجام پارہا ہے، ان مکاتب کی مجموعی تعداد ۱۳ ہے، یہ مختلف محلوں میں پھیلے ہوئے ہیں، اور درجہ پانچ ابتدائی تک ہیں۔ مکاتب میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد ۱۲۰۰ رسے زائد ہے اور مدرسین کی تعداد ۵۳ ہے اور سب کی تنخواہیں ندوۃ العلماء سے دی جاتی ہیں۔ اور مکاتب کے لئے ایک معائنہ مقرر ہے جو جاکر معائنہ کرتا رہتا ہے۔ مکاتب کو مزید وسیع پیمانے پر پھیلانے اور جگہ جگہ قائم کرنے کا پروگرام بھی ہے جس میں ہمارے ہمدردوں اور معاونین کے تعاون کی ضرورت ہے تاکہ دینی تعلیم کے اس پہلو کو حسب ضرورت اس کے دائرہ عمل میں لایا جاسکے۔

مدارس ملحقہ

شہر کے اندر کے ان مدارس ومکاتب کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں بھی ندوۃ العلماء کے مدارس ملحقہ ہیں، ان کی تعداد (۲۱۸) تک پہونچ چکی ہے، اور پندرہ (۱۵) درخواستیں زیر غور ہیں، ان میں سے متعدد ایسے بڑے مدارس ہیں جہاں عالمیت تک تعلیم ہوتی ہے، ان میں سے بعض کے متعدد ذیلی مکاتب بھی ہیں اور ان کی وسیع کارگزاری ہے۔

شعبہ قضاء و افتاء

دارالعلوم کے كلية الشريعة واصول الدين کے تحت المعهد العالي للقضاء والافتاء کے تحت تین مستقل شعبے ہیں (۱) شعبۂ دار القضاء (۲) شعبۂ دار الافتاء (۳) شعبۂ تدریب افتاء، یہ تینوں شعبے الحمد للہ اچھی طرح اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دار القضاء میں اب تک اندراج ہونے والے مقدمات کی تعداد (۶۵۰) ہے۔ سال رواں اندراج ہونے والے مقدمات کی تعداد (۲۷) ہے، سال رواں فیصل ہونے والے یا خارج ہونے والے مقدمات کی تعداد (۱۷) ہے۔ فی الحال جاری (زیر کارروائی) مقدمات کی تعداد (۲۳) ہے۔

دار الافتاء میں اب تک اندراج ہونے والے استفتاءات کی تعداد (۲۸۸۹۹) ہے، امسال (۹۴۲) استفتاءات کا اندراج ہوا ہے۔

امسال ۸ر طلبہ کا داخلہ منظور کیا گیا ہے، یہ طلبہ متعین نصاب کا مطالعہ کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر متعلق اساتذہ سے مراجعت کرتے ہیں۔

ترتیب فتاوی

دار الافتاء کے ذریعہ جو فتاوی گزشتہ سالوں میں دئے گئے ان کو مرتب کرنے کام شروع کیا گیا تھا

وہ کام بھی الحمد للہ جاری ہے، موجود رکارڈ میں سے کتاب الایمان، کتاب العقائد، کتاب العلم، کتاب البدعات، کتاب الفرق، کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ کی کمپوزنگ اور ترتیب وتحقیق کا کام ہوچکا ہے، نیز رکارڈ رجسٹر میں رجسٹر نمبر ۱-۶ کی بھی کمپوزنگ مکمل ہوچکی ہے، بقیہ کی جاری ہے۔ کتاب العقائد، کتاب البدعات اور کتاب الفرق پر مشتمل پہلی جلد طباعت کے لئے تیار ہے، امسال کتاب الصلاۃ کے ابواب: اذان واقامت، قرات، جماعت واقتداء، سنن ومستحبات، صفت صلاۃ، مکروہات، تراویح، جمعہ، عیدین واستسقاء اور کتاب الجنائز کی ترتیب وتحقیق کا کام ہوچکا ہے، نیز کتاب الصلاۃ کے چار ابواب: اذان واقامت جماعت واقتداء، سنن ومستحبات اور صفت صلاۃ کی تصحیح کام کام بھی انجام پاچکا ہے۔

کتب خانہ علامہ شبلی نعمانیؒ

ندوۃ العلماء کا کتب خانہ علامہ شبلیؒ نعمانی ملک کے چند بڑے کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے، جدید سسٹم کے مطابق اپنا نظام رکھتا ہے، اس میں اہم مخطوطات کا بھی بڑا مجموعہ ہے، کتب خانہ شبلی میں الحمد للہ مسلسل اضافہ ہورہا ہے، خریداری کے علاوہ مختلف ذرائع سے جدید مطبوعات کی فراہمی کی کوششیں جاری ہیں، علامہ ابومحفوظ الکریم معصومی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے ان کے صاحبزادے جناب حمید مفتخر معصومی نے ۴۵۲ر کتابیں کتب خانہ کو ہدیہ کیں، اور دیگر اہل علم حضرات نے ۳۱۰ر کتابیں ہدیہ کیں، کتب خانہ کی مجموعی کتابوں کی تعداد ۱۷۰۹۵۰ ہے، امسال ۵۷۹۳ نئی کتابوں کا اندراج ہوا (مستعار کتب خانوں کی کتابوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے) ممبئی کے ایک اہل خیر کے تعاون سے قدیم مطبوعات کے ڈیجیٹل کیمرے سے فوٹو کرانے کا کام برابر جاری ہے، اب تک دو لاکھ پچپن ہزار اوراق فوٹو ہوچکے ہیں۔

ذیلی کتب خانے

ندوۃ العلماء کے مرکزی کتب خانے کے علاوہ احاطۂ دار العلوم میں تین مزید کتب خانے ہیں، جو کتب خانہ علامہ شبلی کی شاخ کی حیثیت رکھتے ہیں، کتب خانہ کلیۃ الشریعۃ واصول الدین، کتب خانہ کلیۃ اللغۃ العربیۃ وآدابہا اور کتب خانہ کلیۃ الدعوۃ والاعلام والفکر الاسلامی بھی قائم ہیں، جن سے درسی اوقات میں اور خالی وقت میں طلباء فائدہ اٹھاتے ہیں، ان کتب خانوں میں عام مطالعہ کی اور کلیہ کے متعلقہ موضوع سے تعلق رکھنے والے مراجع بھی ہیں۔

دواقوں کے دار المطالعے

طلباء کے لئے علمی مطالعہ کو آسان اور قریبی بنانے کے لئے دار الاقاموں میں سے پانچ بڑے دار الاقاموں میں علمی وتحقیقی مطالعہ کے لئے اہم اور ضروری علمی مراجع کا بندوبست کیا گیا ہے، ان دار المطالوں میں کتابوں کی خاصی تعداد مہیا کردی گئی ہے، جس کی بنا پر ہر دار الاقامہ میں شام کے اوقات میں طلباء کی بہت بڑی جمع باقی ہے، اور دو تین گھنٹے انہماک اور یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرتی ہے۔

شعبۂ صحافت و نشریات

شعبۂ صحافت ونشریات کی طرف سے اردو میں ''تعمیر حیات''، عربی میں ماہنامہ ''البعث الاسلامی'' اور پندرہ روزہ ''الرائد''، انگریزی میں ماہنامہ ''فریگرینس'' اور ہندی میں ''سچا راہی'' علٰیحدہ علٰیحدہ رسائل شائع ہوتے ہیں، اور ان کو مقبولیت حاصل ہے، اور یہ شعبہ ندوۃ العلماء کے منہج فکر، نظام تعلیم اور نصاب کے مطابق کتابیں اور لٹریچر بھی شائع کرتا ہے۔

میڈیا ریسرچ سنٹر

صحافت ومیڈیا کو موجودہ عہد میں جو وسعت اور اثر انگیزی حاصل ہوگئی ہے وہ اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ عوام وخواص دونوں کی زبردست ذہن سازی اور اخلاق تشکیل کا کام انجام دینے لگی ہے، ندوۃ العلماء نے اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے میڈیا سنٹر قائم کر رکھا ہے، جس کے ذریعہ میڈیا کے اثرات سے واقفیت حاصل کرنا اور اس میں ملت اسلامیہ کے لئے جو بات قابل فکر ہو اس کے لئے اپنے وسائل کے لحاظ سے تدارک کی کوشش کرنا ہے، اس کے لئے باقاعدہ انٹرنٹ کا استعمال کیا جاتا ہے، اور صحافت ونشریات کے شعبہ سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ اس شعبہ کو امسال کلیۃ الدعوۃ والاعلام کے تحت کردیا گیا ہے۔

شعبۂ دعوت و ارشاد

شعبۂ دعوت وارشاد، ندوۃ العلماء کے بنیادی مقاصد میں روز اول سے شامل ہے، اس سے منسلک فضلاء عملی ومیدانی کام کی مشق کرتے ہیں اور لکھنؤ ومضافات میں حسب ضرورت دینی رہنمائی اور ضرورت پر دورے کرتے ہیں۔ یہ شعبہ عامۃ المسلمین تک دین کی باتیں پہونچانے کے لئے اصلاحی کتابچے بھی شائع کرتا ہے، امسال ہندی داں حضرات اور غیر مسلموں کے لئے سیرت رسول ﷺ کے متعلق کئی کتابچے شائع کئے گئے، اصلاح معاشرہ اور سیرت النبی کے عنوان سے مختلف جلسے منعقد کئے گئے، امسال تقریباً ۱۰۲ جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ شعبہ کے تحت لکھنؤ کے اطراف کے دیہاتوں میں مکاتب قایم ہیں اور مساجد میں ائمہ مقرر ہیں۔

شعبۂ اصلاح معاشرہ

اصلاح معاشرہ کے کام کے لئے بھی شعبہ قائم ہے، جو اپنی متنوع سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے، الحمد للہ شہر واطراف شہر میں اجتماعی وانفرادی طور لٹریچر تقسیم کیا گیا، مکاتب شہر اور اطراف میں اصلاح معاشرہ کے عنوان سے پروگرام کئے گئے اور برابر یہ کام ہورہا ہے، جس میں اخلاق حسنہ اور سیرت اسلامی کے پیغام اور فکر کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ دعوتی کام کی اہمیت اور معاشرہ میں پھیلی برائیوں، سماجی ناانصافیوں اور رسومات وبدعات سے متعلق

علماء ندوہ کے خطاب عام وخاص شامل ہیں۔

شعبۂ تعمیر وترقی

ندوۃ العلماء کے تعلیمی شعبہ دار العلوم اور اس کی شاخوں اور شعبوں کے علاوہ دیگر مقاصد اور ذمہ داریوں کے لئے جن میں فراہمی مصارف کا نظام اور تعمیری کاموں کا نظام بھی ہے، مستقل مرکزی شعبہ ہے، جو شعبہ تعمیر وترقی کہلاتا ہے، یہ شعبہ تعلیمی کاموں کے علاوہ دیگر مختلف شعبوں کے نظم وانتظام کو دیکھتا اور انجام دیتا ہے، اس کا ایک ناظر بھی ہوتا ہے، جو اس شعبہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے تعمیری کاموں کو بھی انجام دیتا ہے، امسال دار العلوم ندوۃ العلماء اور معہد سکروری کی عمارتوں کی مرمت کا کام کرا گیا، اور اس کے ساتھ ساتھ دونوں جگہ نئے تعمیراتی کام بھی کرائے گئے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر احاطہ دار العلوم میں ایک نئے ہاسٹل کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے، اس کا سنگ بنیاد ۷ر فروری ۲۰۱۱ء کو رکھا گیا، معہد سکروری میں مطبخ کی عمارت کی تعمیر کی گئی، اسی طرح معہد میں ایک لائبریری اور امتحان ہال کی سخت ضرورت تھی اس کی بھی تعمیر مکمل ہوچکی ہے۔ مال روڈ پر شاگرد پیشہ ملازمین کے لئے ایک پانی کی ٹنکی کا کام بھی مکمل کرایا گیا اور آٹھ مکانات جو زیر تعمیر تھے ان کی تعمیر مکمل کی گئی۔

ڈاکٹر عبد العلی اسپتال

اساتذہ، طلبہ اور اسٹاف کے فوری اور ابتدائی علاج کے لئے دار العلوم میں باقاعدہ اسپتال قائم کردیا گیا جو ندوۃ العلماء کے سابق ناظم مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنی کے نام سے موسوم کرتے ہوئے دو منزلہ عمارت کی تعمیر کے ساتھ انجام پایا، اس میں شہر کے مسلمان ڈاکٹروں کی ایک تعداد تھوڑا تھوڑا وقت دیتی ہے، جس سے طلبہ کو فوری اور ابتدائی طور پر احاطۂ دار العلوم میں ہی علاج کی سہولت مہیا ہوجاتی ہے۔ اس میں وقت دینے والے ڈاکٹر ایلوپیتھک، یونانی اور ہومیوپیتھک تینوں طرز ہائے علاج کے آتے ہیں، بعض کو معاوضہ بھی دیا جاتا ہے، اور بعض اعزازی کام انجام دیتے ہیں۔

حلقۂ پیام انسانیت

پیام انسانیت کا حلقہ بھی ندوۃ العلماء کا ہی ایک شعبہ ہے، الحمد للہ اس کا کام بڑھتا اور پھیلتا جارہا ہے، ملک کے مختلف علاقوں سے تقاضے آرہے ہیں، اس شعبہ کے تحت سال رواں متعدد کام ہوئے، بڑی تعداد میں سرکاری عہدیداران، اہل سیاست، میڈیا کے لوگوں اور وکلاء وغیرہ کو کتابچے پہونچائے گئے، کالجز واسکولوں میں جاکر طلباء واساتذہ اور مختلف شہروں میں جاکر لوگوں سے ملاقاتیں کی گئیں، مختلف شہروں میں بک اسٹال لگائے گئے، اور ملک بھر میں برادران وطن کے جلسوں میں لٹریچر بھیجا گیا۔ ہندی زبان میں ۹ر کتابچے شائع کیے گئے، اسی طرح اردو اور ہندی میں بھی متعدد کتابچے شائع گئے، امسال بھی کارنر میٹنگیں کی گئیں جس میں خاصی تعداد میں غیر مسلموں نے شرکت کی اور اچھے تأثرات کا اظہار کیا، اسپتالوں میں مریضوں کے لئے دوائیں اور پھل تقسیم کئے گئے اور ضرورت مندوں میں کمبل اور دیگر ضروریات کے سامان تقسیم کیے گئے۔

رابطہ ادب اسلامی عالمی

رابطہ ادب اسلامی عالمی اگرچہ ندوۃ العلماء کا باقاعدہ شعبہ نہیں ہے، لیکن سابق ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے رابطہ کا صدر ہونے کی وجہ سے اس کا دفتر ندوۃ العلماء میں قائم کیا گیا جو اب تک برقرار ہے، اور سیمیناروں، کانفرنسوں، ملاقاتوں اور کتب ورسائل کے ذریعہ ادبی خدمات انجام دے رہا ہے، اور ایک سہ ماہی علمی وادبی رسالہ ''کاروان ادب'' بھی شائع کرتا ہے۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

ندوۃ العلماء ہی سے ربط رکھنے والا ایک ادارہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ہے، جو تحقیق واشاعت کا کام بلند معیار سے انجام دے رہا ہے، اور اب تک ۳۴۰ کتابوں کی اشاعت کرچکا ہے، جن میں متعدد کتابیں غیر معمولی سطح کی ہیں۔ اس اکیڈمی کو سابق ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی فکر کی ترویج واشاعت اور اسلام مخالف فکر کے مقابلہ کے لئے ۱۹۵۹ء میں قائم کیا تھا، اور اس کے تحت تصنیف وتحقیق اسلامی کا گراں قدر کام انجام دیا گیا، جس میں خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مؤثر اور فکر انگیز تصنیفات کا بڑا حصہ ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

چونکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت کی ذمہ داری کچھ عرصہ سے ناظم ندوۃ العلماء کے اوپر رہی ہے، اس لئے اس کے دہلی کے مرکزی دفتر کے ساتھ ساتھ اس کا کیمپ آفس ندوۃ العلماء میں رکھا گیا، اس طرح بورڈ کی سرگرمیاں بھی ندوۃ العلماء کے ذریعہ انجام دی جاتی رہی ہیں، اور ندوۃ العلماء ان میں تعاون کرتا ہے۔

آخر میں ندوۃ العلماء کے ان وسیع الاطراف کاموں میں ان حضرات کی فکر ومحنت کے لئے قدردانی پیش کرتا ہوں جنہوں نے مذکورہ مختلف کاموں میں حصہ لیا، جن میں خاص طور پر قابل ذکر مہتمم دار العلوم ندوۃ مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی، معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید صاحب حسنی ندوی اور دیگر رفقاء کار ہیں، جن کے مشوروں اور تعاون سے کام کو تقویت ملتی ہے، سابق معتمد مال پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب سے بھی کاموں میں بڑی مدد ملتی تھی، وہ چند ماہ قبل اپنے رب کے یہاں بلالیے گئے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور مغفرت سے نوازے، اب ان کی جگہ جناب ماسٹر اطہر حسین صاحب تعاون کررہے ہیں، ان کے اور دیگر رفقاء کے ہم شکرگزار ہیں۔

☆☆☆☆☆

فکر ونظر

مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں

......مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

جو لوگ تاریخ اور تجربات سے صحیح نتائج اخذ کرنے سے قاصر ہیں اور اپنے گرد وپیش کے حالات سے سبق حاصل کرنے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے اور نہ وہ دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں، انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اسلام کی راہ میں بوئے ہوئے کانٹے گل وگلزار بن جاتے ہیں، تپتی ریت اور خارزاروں میں نشوونما پانے والے ایمان وعقیدت کو آلام وشدائد سے مزید طاقت وتوانائی حاصل ہوتی ہے اور اس آنچ سے جلنے اور پگھلنے والے کو دوام وبقا نصیب ہوتا ہے۔ مشقتوں اور قربانیوں سے اسلام تاباں ودرخشاں ہوتا ہے اور اس کی بنیادیں مضبوط ومستحکم ہوتی ہیں، حق کی خاطر بہائے گئے ہر قطرۂ خون سے اسلامی بیداری کے امکانات روشن ہوتے ہیں اور منزل اور قریب ہو جاتی ہے۔

اسلام کی بنیاد جن خاص حالات میں پڑی اور اس نے ابتدائی منزلیں طے کیں اور اس کی دعوت کے اولین حاملین پر جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، وہ حالات ہمارے اس دعوے کا ثبوت ہیں۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جب بھی مصیبتوں کا سلسلہ دراز ہوا، داعیان حق اور راہ خدا کے مسافروں کی راہ میں کانٹے بوئے گئے اور جب مسلمانوں کی کسی جماعت کا طوق وسلاسل سے استقبال کیا گیا تو اسلام کا دائرہ وسیع ہوا، اس کی بنیادیں مستحکم ہوئیں اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بقول شاعر ؎

مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں
مبارک بزدلوں کو گردش دوراں سے ڈر جانا

اسلام کی تاریخ کا یہ عجیب وغریب باب ہے کہ شجر اسلام لق ودق صحرا میں برگ وبار لایا اور بے آب وگیاہ سرزمین میں پھلا پھولا۔ اسلام کی طویل تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات آشکارا ہوتی ہے کہ اسلام کسی بھی وقت، کسی بھی علاقہ میں سلطنتوں اور حکومتوں کی حمایت وپشت پناہی کا مرہون منت نہیں رہا ہے، جیسا کہ دیگر مذاہب میں یہ بات خصوصیت سے پائی جاتی ہے۔ مثلاً عیسائیت یہودیت اور دیگر مذاہب حکومتوں ہی کے سایہ میں پلے بڑھے اور طاقت وقوت، پروپیگنڈہ اور مادی وسائل اور دوسروں کے استحصال کے ذریعہ ان کی نشوونما ہوئی، جیسے ہی ان طاقتوں یا وسائل کو زوال ہوا ان کی دعوت کو بھی زوال ہو گیا۔

حقیقت پسندی، اخلاص اور غیر جانبداری کے ساتھ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والے کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام نہایت ہی ناسازگار اور ہمت شکن حالات میں پھلا پھولا۔ اس لئے اگر کسی مذہب کو یہ دعویٰ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی طاقت وقوت کی حمایت اور کسی سلطنت وحکومت کی پشت پناہی کے بغیر بام عروج پر پہنچا تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔

شاید اسی وجہ سے دشمنان اسلام دیگر مذاہب کو اسلام کی صف میں لا کھڑا کرنے کے لئے خون پسینہ ایک کر رہے ہیں۔ انھوں نے اسلامی تاریخ میں ظلم وبربریت اور خون آشامیوں کی جھوٹی داستانیں شامل کیں اور اسلام نے اپنے دفاع میں جو جد وجہد کی جو مظلوم کی جد وجہد سے زائد نہ تھی اس کو جارحیت سے تعبیر کیا، اور اس دفاعی جد وجہد کو بہانہ بنا کر اس میں رنگ آمیزی کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام ایک خونی مذہب ہے جو اخلاق وکردار سے نہیں بلکہ تلوار وخنجر سے پھیلا، اور اس پہلو کو نظر انداز کر دیا کہ ان کے آلام وشدائد اور خون آشامیوں کا نشانہ ہمیشہ داعیان حق اور علماء ہی کا گروہ رہا، اس کا سلسلہ جاری ہے، اس وقت بھی ہر ملک کے علماء اور داعیان حق شدائد اور قید وبند میں مبتلا ہیں۔

اسلام کی مسیحائی اور کیمیا اثری کی عہد اخیر میں ایک مثال مصر سے دی جا سکتی ہے۔ حکام مصر سابق صدر جمال عبدالناصر، انور السادات اور پھر حسنی مبارک نے اسی تاریخی مغالطہ کی بنیاد پر دلدوز فرعونی ڈرامہ اسٹیج کیا اور طاقت واقتدار کے بل بوتے پر اسلام کے بہاؤ کو روکنے کی ناکام کوششیں کیں، لیکن اسلام کو ایک نئی زندگی ملی، ایک نئی شاہراہ کا سراغ ملا اور اس کی صدا سے فضا معمور ہوئی اور حق کی آواز کو دبانے کی ہر کوشش کے باوجود وہاں اسلام کی آواز میں سب سے زیادہ طاقت اور تاثیر ہے، یہی حال ترکی، شام، الجزائر اور بعض دوسرے ممالک کا ہے، اور افغانستان اس کی سب سے زیادہ نمایاں مثال ہے، جہاں روس جیسے عالمی طاقت کو شکست کا سامنا ہوا اور اب موجودہ سپر پاور کو شکست کا سامنا ہے۔

حق کی جد وجہد کے مزاج کو دیکھ کر ہم یہ یقین کرتے ہیں اور تجربات بھی اس کے شاہد ہیں کہ عنقریب حق کی آواز دنیا کے ہر کونے میں بلند ہوگی، مدت خواہ کتنی ہی دراز ہو، لیکن حق بلند ہو کر رہے گا اور طاقت بن کر ابھرے گا اور اس کے اندر ظلم سے مقابلہ کا پورا جذبہ ہوگا اور حالات سے ٹکر لینے کا پورا دم خم ہوگا، مظلوم ہمیشہ مظلوم نہیں رہ سکتا، یہ تاریخ کا فیصلہ ہے اور جو لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ ایک تاریخی حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی امید میں اس بات سے مزید تقویت پہونچتی ہے کہ اس میں نئے خوف کا برابر اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی قوت کو روکنے کے لئے جو علمی، سیاسی، اقتصادی اور فوجی وسائل استعمال کیے جا رہے ہیں ان سے اس کی دعوت کے حاملین کے عزم اور حوصلہ میں اضافہ ہو رہا ہے اور گذشتہ صدیوں میں اس کی تاریخ کے خلاف جو بہتان تراشی کی مہم چلائی گئی اس کے بادل چھٹ رہے ہیں اور حقیقت سامنے آرہی ہے۔ یورپین ممالک میں دانشوروں اور فنکاروں کے قبول اسلام کے واقعات اس کے شاہد ہیں۔

دعوت کے کام سے دلچسپی رکھنے والے اگر مزید حلم وبردباری، قوت برداشت، عزم وحوصلہ، ایمان ویقین، حسن نیت اور زمانہ کے مزاج اور نئے حالات وتقاضوں کا بھرپور خیال رکھتے ہوئے عمل پیہم سے کام لیں تو اسلام کے لئے انسانیت کی رہنمائی کے امکانات اور روشن ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆

ندوہ کے قدیم کارکن شاہد حسین صاحب کے والد محترم کا حادثۂ وفات

حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے شاہد حسین صاحب کے والد محترم ڈاکٹر مظفر حسین خاں مرحوم کے انتقال کی اطلاع ملتے ہی ایک جلسہ میں تعزیت فرماتے ہوئے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی ذاتی صفات، مفکر اسلام حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور خود ان سے ذاتی تعلقات، ندوہ سے قلبی تعلق کا ذکر اور ان کے لئے دعاء مغفرت فرمائی تھی، جس کا تذکرہ 'تعمیر حیات' کے گذشتہ شمارہ میں نہیں آسکا تھا۔ ادارہ شاہد حسین صاحب سے تعزیت کرتے ہوئے ان کا مضمون شائع کر رہا ہے جس میں انہوں نے اپنے والد مرحوم کے مختصر حالات قلمبند کئے ہیں۔ (ادارہ)

شیر شاہ سوری کے وطن سہسرام سے ۵۰ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع تاریخی قصبہ اکبر پور، ضلع روہتاس میں والد محترم جناب ڈاکٹر مظفر حسین خاں کی ولادت ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ایک زمیندار گھرانہ میں ہوئی تھی، میرے دادا مرحوم محمد سلیم خاں (اسم بامسمیٰ) سلیم الطبع، بھولے بھالے، نمازی و پرہیزگار شخص تھے۔ وہ زمیندار کم دیندار زیادہ تھے۔ خوب یاد ہے کہ مجھے دادا مرحوم "لا الہ الا اللہ" کی لوری سنا کر سلاتے تھے۔ یہ "لا الہ الا اللہ" کی لوری آج بھی میرے کانوں میں گونجتی رہتی ہے۔

والد مرحوم کے اندر اپنے والد کی تمام صفات موجود تھیں۔ وہ طبعاً بامروت، خلیق اور دیندار تھے۔ پریشان حال اور ضرورت مندوں کی حتی المقدور معاونت کرنا ان کی فطرت میں داخل تھا۔ خود مدد کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتے۔ حق بات کہنے میں کوتاہی نہیں کرتے چاہے وہ مصلحت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ غیروں کے لئے بھی سینہ سپر ہو جانے میں انہیں تردد نہیں ہوتا تھا۔ مہمان نوازی کا بھرپور مزاج پایا تھا۔ بہت خوش ہوتے جب کوئی مہمان ہوتا۔ ہومیو پیتھ کے کامیاب اور علاقہ میں "ڈاکٹر خان" کے نام سے معروف معالج تھے۔

بفضلہ تعالیٰ مفکر اسلام حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے خاکسار کا اصلاحی وخادمانہ تعلق ۱۹۷۰ء کی دہائی میں ہو گیا تھا اور یہی نسبت ندوۃ العلماء سے متعلق ہونے کا ذریعہ بنی۔ والد مرحوم بھی حضرت مولاناؒ سے اسی نسبت وتعلق کے سبب عمر کی اس منزل (بعمر ۷۰ سال) میں اپنی پریکٹس ترک کر کے مدرسہ فلاح المسلمین (تیندوا، رائے بریلی) سے وابستہ ہوئے اور تقریباً دس سال مدرسہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ بعد ازیں بعض نجی وجوہات کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کر لی تھی، لیکن حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیشہ اصلاحی تعلق باقی رکھا اور اپنے وطن میں صحت رہنے تک اپنے قدیم پیشہ میں مصروف رہے۔ خرابی صحت کے بعد یہ ذمہ داری ان چھوٹے لڑکے حافظ ارشد حسین (جنہوں نے ندوہ سے حفظ کیا ہے) سنبھالے ہوئے ہیں اور کامیاب بھی ہیں۔ پسماندگان میں ۶ لڑکے اور ۲ لڑکیاں باحیات ہیں اور اولاد کی تعداد ماشاء اللہ ۵۴ رہے۔ دنیاوی اعتبار سے بھی وہ بہت خوش نصیب واقع ہوئے تھے۔

تقریباً ۳-۴ سال فالج کے حملہ کے سبب صاحب فراش رہے۔ معذوری کے ان ایام میں جو تکلیفیں ہوئیں ان پر صبر وشکر کرتے ہوئے بالآخر ۲۰/ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۴/فروری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آخر کے ۴-۵ دنوں میں غذا بالکل بند ہو گئی تھی۔ آواز بھی نہیں نکلتی تھی تاہم زبان پر "اللہ، اللہ" جاری رہا۔ ہوش وحواس باقی تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے کہ جس حال میں رخصت ہوئے وہ بحمد اللہ دل کے لئے اطمینان بخش ہے۔

قارئین 'تعمیر حیات' سے دعا کی درخواست ہے، جن حضرات نے ان کے لئے ایصال ثواب ودعائے مغفرت فرمائی ان کا شکرگزار ہوں۔

غمزدہ شاہد حسین
خادم ندوہ۔ لکھنؤ

اخلاق حسنہ

آخری قسط

اچھے لوگوں کی صحبت اوراس کے اثرات

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

صحبت کی مثال

آپ ﷺ نے اس کومثال سے سمجھایا کہ اچھی صحبت کی مثال عطر بیچنے والے کی ہے، اگراس کے پاس بیٹھوگے تو خوشبو سے فائدہ اٹھاؤ گے، عطر بیز ہوجاؤ گے، مزہ آجائے گا اگر نہ خریدو تب بھی خوشبو لے کر جاؤ گے۔ اگر بھٹی پھونکنے والے کے پاس بیٹھوگے تو اس کا دھواں اوراس کی کالک ملے گی، کالک سے اگرتم نے اپنے کو بچا بھی لیاتو دھواں کہیں گیا ہی نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا یا تو بُرے بن جاؤگے یا بری شہرت ہوجائے گی اس لئے کہا گیا ہے کہ بروں کی صحبت سے بچتے رہو یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ ہمارے حضرت مولانا محمدرابع حسنی ندوی (اللہ آپ کی عمردراز فرمائے)، ان کے پاس ایک صاحب آئے جو بڑے نیک نام تھے، انھوں نے کہا کہ ایک شخص بڑا بدنام ہے وہ مجھے بلا رہا ہے سوچتا ہوں چلا جاؤں ہوسکتا ہے کہ کچھ ٹھیک ہوجائے اوراثر قبول کرلے تو مولانا نے بڑی حکمت کی بات فرمائی، کہا کہ اگران کے پاس جاؤگے توان کی بری شہرت آپ کومل جائے گی اور آپ کی اچھی شہرت انھیں مل جائے گی۔ اس لئے برے لوگوں سے بچنا چاہئے۔ ہاں جواللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں جن کو کچھ کیفیت حاصل ہے، ان کے ساتھ رہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ وہاں تشریف لے گئے توان کی صحبت میں نہیں گئے تھے، ان سے معاملہ کرنے نہیں گئے تھے بلکہ ان کی اصلاح کی غرض سے گئے تھے، اس نیت سے گئے اور واپس تشریف لے آئے۔ لیکن اگرکوئی معاملہ کرنے جارہا ہے اس کے پاس اٹھے بیٹھے گا تواس کی شہرت تم کومل جائے گی اورتمہاری شہرت اس کومل جائے گی یعنی تمہارا تھوڑا حصہ اسے ملے گا اوراس کا تھوڑا حصہ تمہیں ملے گا۔ تواس کا فائدہ ہوگا اورتمہارا نقصان ہوجائے گا اس لئے آدمی کواحتیاط کرنا چاہئے۔ بری صحبت کا اثر پڑکر رہتا ہے اسی طرح اچھی صحبت کا اثر بھی پڑکر رہتا ہے۔ دیکھئے آپ نے ایک بیج ڈال دیا، بیج پڑگیا یہ ضروری نہیں ہے کہ فوراً درخت سامنے اگ آئے، بیج پڑگیا اب آہستہ آہستہ کام ہوتا رہے گا۔ اللہ والوں کی صحبت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بیج بعض دفعہ پڑجاتا ہے وہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ آداب کی رعایت ہوگی تب ہوگا، اور وہ اس لائق بھی ہو جس کی خدمت میں آپ جارہے ہیں، تو بیج پڑجائے گا اور کچھ دنوں اور برسوں کے بعد، یکدم رنگ بدلے گا معلوم ہوا کہ جوتھوڑی دیران کی صحبت میں رہے تھے اس کا اثر پڑا۔ بہت ادھرادھر بھاگتے رہے اخیر میں پھرلوٹ کرآگئے۔ اللہ والوں کی صحبت کا یہ اثر تو پڑتا ہی ہے۔ حضرت مولاناؒ کے ساتھ بھی کتنے واقعات ایسے ہیں کہ حضرت مولاناؒ کے ساتھ کچھ دن رہے اورخدمت میں بیٹھے، پھر بیٹھنا چھوڑ دیا ادھر ادھر ٹہلتے رہے، اخیر میں پھر پلٹ کروہی رنگ چڑھا اور پھر وہیں آگئے جہاں سے چلے تھے۔ یہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر ہے اسی لئے عربی کا ایک شعر ہے:

أحب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحاً

(میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں چاہے ان جیسا نہ ہوں، ہوسکتا ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیکی عطا فرمادے)۔ تو اللہ والوں سے محبت تو کرنی ہی چاہئے، ورنہ اصل تو یہ ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھیں۔ اگرصحبت میں نہیں بیٹھ سکتا تو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے ان کی سیرت وسوانح پڑھے۔ اس کے بھی اثرات پڑتے ہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ صحبت کا کوئی بدل نہیں ہے۔ جس طرح بغیر صحبت کے نسل نہیں چلتی سوائے حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے۔

ویسے ہی بغیر صحبت کے یہ نسبت حاصل نہیں ہوتی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے عطا فرمادیں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ اس پرسب کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت اوراس کا طریقہ یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے تو صحابہؓ بن گئے۔ اور جو صحابہؓ کی صحبت میں رہے تابعین بن گئے۔ تابعین کی صحبت میں تو تبع تابعین بن گئے، وہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ جیسے حضرت آدمؑ سے سلسلہ نسب چل رہا ہے، یہ سلسلہ علم ودین بھی چل رہا ہے۔ علامہ ابن سیرینؒ نے لکھا ہے کہ علم دین اس سے سیکھو جو دیندار ہو اس لیے کہ یہ علم دین ہے، بے دین سے نہ سیکھو "فانظروا عمن تأخذون دينكم" سوچ لو دین کس سے لے رہے ہو کیونکہ جب اس کی صحبت میں جاؤگے تو اس کے اثرات پڑیں گے وہ دین کی باتیں تو کرتا ہے لیکن خود اس کے خلاف ہے۔ یہ قیامت کی علامت میں سے ہے۔

"اذا وسد الأمر الىٰ غير أهله فانتظر الساعة"۔ جب نااہلوں کوکام سپرد کردئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو کہ اہل نہیں ہے اور اس کوکام دیدیا گیا۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حدیث پڑھانے کا وہی اہل ہے جوسنت پرعمل کرتا ہو۔ صرف لچھے دار تقریر کرنے والا حدیث پڑھانے کا اہل نہیں ہے۔ جوسنت پرعمل کرتا ہو وہ اہل ہے۔ بہرحال صحبت کا اثر کہیں جاتا نہیں ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس کو سوچ لینا چاہئے کہ اس نے کس سے دوستی کی ہے۔ کیوں کہ اثرات پڑتے ہیں اور آپ ﷺ نے بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے میری محبت ہے۔ ان کو جنت میں اونچا مقام ملے گا، عرش کے سایہ میں رہیں گے۔ اس کا ایک واقعہ بھی پیش آیا، ایک بزرگ ہیں ابوادریس خولانیؒ وہ دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت نوجوان جس کے دانت آبدار، چہرہ چمکتا ہوا اللہ نے اسے علم سے نوازا ہے۔ بیٹھا ہوا درس دے رہا ہے، جہاں رائے میں اختلاف ہوتا ہے لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جناب کیا ارشاد ہے۔ وہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں ان سے الگ ملوں گا، دوسرے دن وہ بہت سویرے پہونچ گئے تاکہ اکیلے میں ملاقات ہوجائے، دیکھا تو وہ حضرت پہلے ہی آچکے تھے، نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے سلام پھیرا تو میں سامنے سے آیا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ سے محبت ہے تو انھوں نے کہا واقعی اللہ کے لئے تم کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا واقعی اللہ کے لئے محبت ہے۔ دوتین دفعہ انھوں نے پوچھا پھر میری چادر کا کونا پکڑا اس کو اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ میں خوشخبری سناتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری محبت واجب ہوگئی آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے، آپس میں ایک ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے، ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لئے اور ایک دوسرے پرخرچ کرنے والوں کے لئے، یہ ہیں حضرت معاذ بن جبلؓ جوحرام وحلال کے سب سے زیادہ جاننے والے اوراللہ تعالیٰ نے ان کو حسن وجمال بھی عطا فرمایا تھا کہ جب بیٹھ کر پڑھاتے تھے تو لوگ دیکھا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی کوکسی سے محبت ہو تو اس کو بتا بھی دے، بتانے سے محبت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور محبت سے توجہ ہوجاتی ہے، توجہ سے محبت کا فائدہ ہوتا ہے۔ جب محبت سے آدمی دیکھتا ہے تو محبت بھی عجیب چیز ہے، اس کے اثرات پڑکر رہتے ہیں یہاں تک کہ بعض دفعہ چہرہ میں بھی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، جب آدمی کو زیادہ محبت ہوجاتی ہے کسی اللہ کے نیک بندہ سے تو اخیر میں اس کے چہرے پر بھی اثرات پڑنے لگتے ہیں۔ محبت کرتے کرتے، ساتھ رہتے رہتے بعض دفعہ لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ وہی آرہا ہے۔ جب دوطرفہ محبت ہوتی ہے تو یہ چیز پیدا ہوجاتی ہے۔

اہل ایمان کی صحبت کا فائدہ

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ صحبت میں رہو تو مؤمن ہی کی رہو "لاتصاحب الامؤمنا" صاحب ایمان کی صحبت میں رہا کرو۔ جولوگ مؤمن نہیں اور کھلم کھلا فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں، ان کی صحبت سے توحتی الامکان بچنا چاہئے۔ جیسے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ دفتر میں کام کرتے ہیں، کافروں اور مشرکین کے درمیان رہتے ہیں۔ فسق وفجور کے اڈوں میں بیچاروں کو رہنا پڑتا ہے۔ اس طرح وہاں پر بیٹھیں کہ ہر وقت جی یہ چاہے کہ یہاں سے بھاگیں، یہ نہیں کہ وہاں طبیعت لگے بلکہ بس مجبوراً آگئے ہیں رزق حلال کے لئے، اب یہاں سے بھاگنا ہے اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب وہ ریٹائر ہوں گے تو بہت خوش ہوں گے۔ ہمارے ایک عزیز ہیں وہ جب ریٹائر ہوئے تو اتنا خوش ہوئے کہ اب کہتے ہیں کہ جب صبح سوکر اٹھتے ہیں تو یہ خوشی ہوتی ہے کہ آفس نہیں جانا ہے۔ ورنہ آفس والے جب ریٹائر ہوتے ہیں تو بیچارے زندگی سے ریٹائر ہوجاتے ہیں اور چکر میں رہتے ہیں کہ کہیں سے پیسہ کمانے کا کوئی دھندہ مل جائے، پھر فاسق وفاجر کی صحبت میں جاکر بیٹھیں اس لئے کہ دل رنگے جاتے ہیں اور پھر ویسا ہی مزاج بن جاتا ہے۔ رشوت لیتے ہیں، رشوت کھاتے ہیں، رشوت کے اڈوں میں رہتے ہیں۔ الٹی سیدھی باتیں وہاں پر ہوتی ہیں اسی کو وہ پسند کرنے لگتے ہیں اور وہی مزاج بن جاتا ہے۔ آدمی جیسی صحبت میں رہے گا وہی مزاج بن جائے گا۔ اسی لئے ایسی صحبت سے بچنے کی ہروقت فکر کرنی چاہئے کس طرح اللہ چھٹکارا دے۔ اسی فائدہ کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا بھی کہ تمہارا کھانا اہل تقویٰ کھائیں اس لئے کہ اس میں بھی صحبت کا معاملہ ہے، جب آپ کے گھر میں نیک بندے آئیں گے، اس میں آپ کوفائدہ ہوگا وہ آپ کو دیکھیں گے آپ ان کی صحبت میں بیٹھیں گے اور آپ کو دعا ملے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کو کھلانے کی فکر ہونی چاہئے۔ اچھے لوگ ہمارے دسترخوان پر کھائیں، یہ بات بھی آج کل ختم ہوگئی ہے، بڑے بڑے عہدہ داروں کو بلایا جاتا ہے اور الٹے سیدھے لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور اگر کسی بڑے کو بلاتے بھی ہیں تو فخر اتنا کہ دوسروں سے کہیں

کہ میرے یہاں فلاں فلاں آتے ہیں۔ نیت خراب کرلی، خوب سمجھ لیں کہ صحبت اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے اور کھانا بھی حلال کا کھلانا چاہئے۔ ایسا نہیں کہ الٹا سیدھا کھلادے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا خود جس نے کھلایا ہے اس کو بھی نقصان ہوگا اور جس نے کھایا ہے اس کو بھی نقصان ہوگا۔ کھانا حلال کھلانا چاہئے اور اخلاص کے ساتھ کھلانا چاہئے۔

جمع کرنے کی چیز کیا ھے؟

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ کہ جولوگ سونا اور چاندی کو اکٹھا کرتے ہیں۔ آیت کے نزول کے وقت ہم لوگ تو سفر میں تھے بعض صحابہؓ نے عرض کیا آیت تو سونا اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون سا مال اچھا ہے جسکو ہم جمع کرسکتے ہیں تو ہم وہی مال جمع کیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل جمع کرنے کی چیز ایسی زبان ہے جو ذکر کرنے والی ہو، ایسا قلب ہے جو شکر کرنے والا ہو اور ایسی بیوی ہے جو ایمان میں اسکا تعاون کرنے والی ہو، یہ ہے اچھی صحبت، اچھی بیوی ہوگی تو اچھے کام میں تعاون کرے گی، خراب بیوی ہوگی تو آپ بھی پریشان گھر والے بھی پریشان، جو آج کل ہر جگہ ہورہا ہے۔ اس لئے کہ عورتوں کی تربیت کرتے نہیں ہیں اور لڑکی کے دل و دماغ میں وہی ساری باتیں ہوتی ہیں۔ رسم و رواج کی، پیسے کی، تو اس کے نتیجہ میں سب پریشان۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے۔ مال کی وجہ سے، مال کا سب سے پہلے ذکر کیا آج کل دیکھ لیجئے جہیز اور مال کہاں پر زیادہ ملے گا اسی کو ترجیح دیتے ہیں، اسی لیے اس کو اول نمبر پر رکھا، دوسرے نمبر حسب کو رکھا۔ بہت اونچے خاندان کی ہے، بڑے پیسے والے کی بیٹی ہے، مشہور خاندان کی لڑکی ہے، اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تیسرے یہ کہ حسن و جمال، بہت خوبصورتی دیکھ کر گھر میں لانا چاہتے ہیں۔ اور اخیر میں بیچارہ دین آتا ہے کہ دیندار ہے تو لانا چاہئے۔

حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "فاظفر بذات الدین" دین والی کو لے کر کامیاب ہوجاؤ، مزے رہیں گے۔ مال، جاہ، حسن یہ تو ظاہری ہیں سب ختم ہوجانے والا ہے۔ دیندار بڑی مشکل سے ملے گی لیکن اگر مل جائے گی تو مزے ہی رہیں گے "تربت یداك" ترجمہ بڑا مشکل ہے۔ اگر محاورہ سے اس کا ترجمہ کریں اور بے ادبی نہ ہو تو یوں کہیں کہ پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں۔ گھر میں برکت ہی برکت رہتی ہے۔ اور پھر پورا گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ نیک بیوی آگئی پورا گھر سنور گیا اور اگر بری بیوی آگئی تو پورا گھر برباد ہوجاتا ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہئے عام طور پر لوگ پیسہ دیکھتے ہیں پھر کچھ نہیں دیکھتے۔ یا دیکھتے ہیں تو کسی کا چہرہ دیکھ کر قائل ہوگئے، کسی کا خاندان دیکھ کر قائل ہوگئے۔ یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھتی ہے کہ نہیں، عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں، یہ دیکھنے کی چیزیں ہیں انھیں دیکھا ہی نہیں جارہا ہے۔ اور جو دیکھنے کی نہیں ہیں انکو خوب دیکھا جارہا ہے۔ اس قدر دنیا کی محبت غالب آگئی کہ اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

دنیا کی محبت ھر برائی کی جڑ ھے

حدیث میں ہے کہ "الدنیا رأس کل خطیئۃ" دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت نکل جائے۔ دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نکلتی ہے، اسلئے کہا گیا ہے کہ کثرت سے ذکر کرو، ورنہ آج کل سارے دل دنیا کی محبت میں چور ہیں اور اس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ چاہے بوڑھا ہو، چاہے جوان ہو یہاں تک کہ دیندار طلباء جو فارغ ہوتے ہیں اور دین کا کام کرنا چاہتے ہیں ان کے والدین دیکھتے ہیں دیندار لیکن ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تم ہم کو کما کر لا کر دو، کتنے بے چارے آکر شکایت کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں والدین پریشان کئے ہوئے ہیں کہ زیادہ پیسہ کما کر لاؤ ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے لاؤ، ہم کو پیسہ چاہئے اور اسی لئے کتنے لوگ پڑھاتے ہی نہیں، جو لوگ جاہل ہیں یا معمولی کا شکار ہیں وہ تو بیچارے کسی کام کے نہیں، نہ روٹی ملتی ہے نہ دین ملتا ہے، بھینس چرانے میں لگا دیا، کسی معمولی کام پر بیٹھا دیا ۱۵؍روپے دن بھر میں لاکر دیتا ہے بس اسے میں خوش ہیں۔ جب دنیا کی محبت دل و دماغ پر چھا جاتی ہے تو پھر بڑے ہوں یا چھوٹے بس معاملہ یہ ہوتا ہے کہ روپے کا فرق ہوتا ہے۔ ایک بڑے عالم دین نے ایک مرتبہ کہا۔ ہم گومتی کے پل پر کھڑے ہوتے تھے، ہمارے ایک بزرگ آئے انہوں نے کہا کہ دیکھو یہ آدمی جارہا ہے یہ کس چیز سے جارہا ہے؟ سائیکل سے، یہ کون ہے؟ آدمی ہے۔ دوسرا موٹر سائیکل سے گزرا تو وہ کہتے رہے کہ نہیں یہ دو روپیہ جارہا ہے، یہ پانچ روپیہ جارہا ہے، یہ دس روپیہ جارہا ہے بعض پانچ میں خوش ہیں، بعض دس میں خوش ہیں، بعض دس ہزار میں خوش ہیں، انھیں دس لاکھ چاہئے لیکن فکر ایک ہی ہے چاہے بڑے سے بڑا سیٹھ ہو یا معمولی درجہ کا بیڑی پینے والا آدمی ہو سب کا دل و دماغ بس ڈوبا ہوا ہے پیسے میں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اگر دنیا کے بارے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کروگے۔ اکثر معاملہ الٹا ہے۔ دین میں تو نیچے والے کو دیکھتے ہیں، ارے وہ بھی تو نماز نہیں پڑھتے، وہ بھی تو تراویح نہیں پڑھتے۔ ارے وہ نہیں پڑھتے تو تم پڑھو، اس میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھیں گے۔ اور دنیا کے معاملہ میں اوپر والے کو دیکھیں گے کہ فلاں موٹر سے چل رہا ہے، اس کا گھر بن گیا ہے اور آپ ابھی تک کوٹھری میں رہ رہے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی پریشان اور دوسرے بھی پریشان اس طرح ہر وقت پریشان رہے گا اور نہ جانے کن کن امراض میں مبتلا رہے گا۔ اس لئے اچھوں کی صحبت میں جب آدمی رہتا ہے تو اس کا دل اچھا ہوجاتا ہے۔ دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور اللہ والا وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت نہ ہو۔ یہ اللہ والوں کی نشانی ہے۔ جھوٹ نہ بولتا ہو، نماز کی پابندی کرتا ہو، یہ موٹی موٹی علامات ہیں اس لئے پہچاننا آسان ہے۔ سب سے پہلے دیکھ لیں کہ جھوٹ تو نہیں بولتا، نماز کی پابندی کرتا ہے اور تیسری چیز اپنی خواہش کے چکر میں تو نہیں پڑا رہتا ہے۔ کھانا، کپڑا، پیسہ بس اسی کی فکر یا شہرت و ناموری کی۔ اللہ کے جو نیک بندے ہوتے ہیں ان کو پیسہ کی پرواہ نہیں ہوتی ہے، سونے کا ڈلا اور مٹی کا ٹھیکرا دونوں برابر ہوجاتے ہیں۔ پیسہ ان کے پاس آتا ہے لیکن سب بانٹ دیتے ہیں نہ شہرت کے لیے بھاگتے ہیں نہ ناموری کی ترکیبیں کرتے ہیں۔ بس اللہ کے نیک بندوں کی صحبت کی فکر کرنی چاہئے۔

اور اسی صحبت کی برکتوں کے لیے ہمارا پورا نظام اجتماعیت کے ساتھ مربوط کردیا گیا ہے کیوں کہ اجتماع میں ہر شخص کو دوسرے سے فائدہ پہونچتا ہے، اس اجتماعیت کی ایک اچھی شکل نماز باجماعت ہے سب نماز پڑھنے والے ہیں، سب ماشاء اللہ اللہ والے ہیں اس کا فائدہ ایک دوسرے کو پہنچتا ہے۔ نماز سب ساتھ میں پڑھتے ہیں اس میں صحبت کا فائدہ ہوتا ہے، اور اسی طرح جب حج کرتے ہیں تو ایک ساتھ رہنے کا فائدہ ہوتا ہے، اسی لئے ہماری ہر چیز اجتماعیت کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ روزہ ایک ساتھ رکھنا ہے، نماز ایک ساتھ پڑھنی ہے، حج ایک ساتھ کرنا ہے اسی طرح ایک ساتھ رہنے کا حکم ہے جب اچھے لوگوں کے ساتھ ہم ملیں گے جلیں گے تو ہمارے اندر بھی اچھائی پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح صحبت عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

M.Imran Nadvi Ph.05248.224551

BADAR TEXTILES

بدر ٹیکسٹائلس

Manufacturer & Supplier of All Kinds of Handloom Export Quality Fabrics, Scarves, Stoles, Printed Pashmina etc.

BBK UNANI AGENCIES, SITA RAM GALI LAKHAN MARKET NAKA SATRIKH BARABANKI U.P.

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید ودیدہ زیب طباعت

☆ پا جا سراغ زندگی

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

طلبائے علوم نبوت کا منصب ومقام، ملت کی ان سے توقعات، عصر حاضر میں ان کی ذمہ داریاں

کل صفحات: 200 قیمت: 60

☆ جزیرۃ العرب

(جغرافیہ، تاریخ، تہذیب وثقافت)

از حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

جزیرہ نمائے عرب جس کا مرکزی خطہ علاقہ حجاز ہے، جہاں سے اسلام کی اولین شعاعیں نکلیں، یہ کن خطوں پر مشتمل ہے، عصر اول میں ان کی کیا خصوصیات رہی ہیں؟ ان باتوں کا جغرافی اور ثقافتی جائزہ۔ چوتھا ایڈیشن اہم اضافوں اور ترمیمات کے بعد

کل صفحات: 328 قیمت: 120

ناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: بیئر (Beer) کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، واضح طور پر بتائیں؟

جواب: ماہرین کی رائے یہ ہے کہ یہ شراب ہی کی ایک قسم ہے۔ لہٰذا جس طرح شراب کا پینا حرام ہے اسی طرح بیئر کا استعمال بھی حرام ہے۔

سوال: گٹکا اور سگریٹ کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

جواب: گٹکا اور سگریٹ کے بارے میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہ دونوں چیزیں صحت کے لئے نقصان دہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ آور صحت کے لئے نقصان دہ چیزوں سے منع فرمایا ہے لہٰذا مذکورہ دونوں چیزوں کا استعمال مکروہ ہے اوران سے بچنا واجب ہے۔ (ردالمحتار: ۵/۲۹۵)

سوال: مچھر کرا الکٹرک شاٹ سے مارنا کیسا ہے؟

جواب: مخلوق خدا کو آگ کی سزا دینے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ الکٹرک شاٹ آگ سے مارنے کے حکم میں ہے، فقہاء نے اسکو مکروہ لکھا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں صراحت ہے کہ بچھو اور جوئیں کو آگ سے جلانا مکروہ ہے، مچھر بھی اسی حکم میں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۵/۳۶۱)

سوال: بعض موقعوں سے گھروں میں چونٹیاں بہت جمع ہوجاتی ہیں اور تکلیف دہ ہوتی ہیں، ان کو پاؤڈر والی دواں سے مارنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: چیونٹی چونکہ تکلیف دہ ہوتی ہے اسلئے ان دواؤں سے مارنا جو پاؤڈر کی طرح ہوتی ہیں، درست ہے۔ البتہ آگ سے جلانا درست نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ فقہاء نے صراحت کی ہے: "لا بأس بقتل النمل لأنهامن أهل الأذى" (چیونٹی کو مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ تکلیف دہ چیزوں میں ہے۔ (فتاویٰ خانیہ: ۳/۴۱۰)

سوال: شوہر بیوی سے کتنے عرصہ تک جدا رہ سکتا ہے؟ آج کل لوگ باہر ملکوں میں ملازمت کے لئے کئی کئی سال تک رہتے ہیں اور بیویاں گھروں میں رہتی ہیں کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟

جواب: شوہر کے لئے بیوی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر چار ماہ سے زائد دور رہنا درست نہیں ہے۔ ہاں! اگر عورت مطمئن ہو اور وہ خوشدلی سے شوہر کو باہر رہنے کی اجازت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک لڑکی کی شادی ہوئی، ابھی شوہر کے یہاں پہونچی نہیں تھی کہ شوہر کا اکسیڈنٹ میں انتقال ہوگیا ایسی صورت میں عورت مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟

جواب: میاں بیوی کی ملاقات سے قبل اگر شوہر کا انتقال ہوجائے تو بیوی کل مہر کی حقدار ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں صراحت ہے کہ اگر زوجین میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو عورت کل مہر کی حقدار ہوگی۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۳۰۳)

سوال: ایک عاقلہ بالغہ لڑکی کی شادی ہوئی، ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی طلاق کا مطالبہ کرتی ہے ایسی صورت میں شوہر اگر طلاق دیدے تو کیا بیوی مہر کی حقدار ہوگی؟ کیا اسے عدت کا نفقہ بھی ملے گا؟

جواب: عورت کو رخصتی یعنی میاں بیوی کی ملاقات سے قبل طلاق دیدی جائے تو عورت نصف مہر کی حقدار ہوتی ہے۔ چونکہ اس طرح کی عورت کے لئے عدت نہیں ہوتی ہے اس لئے شوہر پر عدت کا نفقہ نہیں ہے البتہ اگر لڑکی مہر کے عوض طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور لڑکا اس کو منظور کرلیتا ہے تو عورت نکاح سے خارج ہوجائے گی اور مہر ساقط ہوجائے گا۔ اسلامی شریعت میں اس کو خلع کہتے ہیں۔ (ردالمحتار: ۲/۴۵۶)

سوال: اگر مہر مؤجل (ادھار) مقرر ہو اور عرصہ دراز کے بعد بھی شوہر نے ادا نہیں کیا اور عورت انتقال کرگئی تو اس مہر کا کیا ہوگا؟ بعض علاقوں میں رواج ہے کہ لڑکی کے والدین مہر معاف کردیتے ہیں تو مہر معاف ہوجائے گا یا ذمہ میں واجب رہے گا؟

جواب: یہ مہر شوہر کے ذمہ رہے گا اور والدین کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگا بلکہ عورت کے مرنے کے بعد اس پر ورثاء کا حق ہوگا جس میں خود شوہر بھی وارث ہوگا، اگر اولاد نہیں ہے تو شوہر کو آدھا ملے گا اور اگر اولاد موجود ہے تو شوہر کا ایک چوتھائی حصہ ہوگا بقیہ اولاد کا حق ہوگا۔

سوال: شوہر نے اپنی بیوی کو اسکی اخلاقی خرابی کی وجہ سے طلاق دے دی تو اس صورت میں کیا عورت مہر کی حقدار ہوگی؟ کیا اسے عدت کا نفقہ ملے گا؟

جواب: اس صورت میں بھی عورت مہر کی حقدار ہوگی؟ البتہ اخلاقی خرابی (بدکاری) کی وجہ سے عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔

☆☆☆☆☆☆

نماز کی حقیقت اور فضیلت

خالد فیصل ندوی

قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ﴾۔ (عنکبوت/ ۴۰)

ترجمہ: "اور آپ نماز کا اہتمام کیجئے، بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی یاد (تمام نیکیوں سے) بہت بڑی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو"۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی زمین وآسمان، انس وجن اور دیگر تمام مخلوقات کے خالق ومالک اور حاکم وقادر مطلق ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقی معبود ہیں، ان کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور وہی عبادت وبندگی کے لائق ومستحق ہیں، ان کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں ہے، اس لئے انسانوں کو صرف اور صرف اپنے معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنی چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انس اور جن کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں"۔ (ذاریات/ ۵۶)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بہت سی صورتیں ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں سب سے مقدم، سب سے اعلیٰ اور سب سے مہتم بالشان صورت "نماز" ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نماز کی ترغیب وتاکید کرتے ہوئے اسکی اہمیت کا ذکر نہایت ہی مؤثر اور بلیغ انداز میں فرمایا ہے کہ "بلاشبہ میں ہی اللہ (معبود حقیقی) ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے، آپ میری ہی عبادت کریں اور میری یاد کے لئے نماز قائم کریں"۔ (طٰہٰ/ ۱۴) یقیناً نماز، تمام عبادات میں موزوں اور جامع ترین عبادت ہے کیوں کہ نماز میں جسم، عقل اور قلب تینوں اجزاء کی خوب نمائندگی ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے قلم گہربار نے اس حقیقت کی کیا بہترین ترجمانی کی ہے:

"وہ (نماز) ایک ایسا عمل ہے جس میں جسم، عقل اور قلب سب شریک ہیں اور اس میں ان تینوں چیزوں کی حکیمانہ ومنصفانہ نمائندگی موجود ہے، جسم کے حصہ میں قیام اور رکوع وسجود آیا ہے، زبان کے حصہ میں تلاوت وتسبیح آئی ہے، عقل کے حصہ میں تفکر وتدبر آیا ہے قلب کے حصہ میں خشوع وانابت اور رقت وکیفیت آئی ہے"۔ (ارکان اربعہ/ ۴۷)

حقیقت میں نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت وذکر کی سب سے بہترین وکامل ومکمل صورت ہے اور توحید کے بعد تمام عبادت میں سب سے مقدم ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ محبوب اور مقبول ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ اسلام سے لے کر حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کی امت پر نماز کو کسی نہ کسی شکل میں ضرور مشروع فرمایا ہے اور ہر پیغمبر نے اپنی امت کو نماز کی تعلیم وتاکید کی ہے لیکن ملت ابراہیمی میں نماز کی حیثیت بہت زیادہ نمایاں اور واضح ہے چنانچہ قرآن کریم نے مختلف سورتوں (ابراہیم، مریم، ہود، انبیاء، لقمان، طٰہٰ، یونس، مائدہ، آل عمران وغیرہ) میں مختلف حضرات انبیاء علیہم السلام کی نماز اور دعوت نماز کا ذکر جمیل مختلف پیرایۂ بیان میں کیا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے تمام آسمان مذاہب میں نماز (اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت اور ذکر) کے کچھ نہ کچھ مراسم آج بھی پائے جاتے ہیں، خاص طور سے عربوں اور عرب کے قریب آباد بعض یہود ونصاریٰ میں نماز کے کچھ باقیات صالحات (اسلام کے ظہور کے بعد بھی) موجود تھے لیکن اہل کتاب نے دیگر یعنی احکام کی طرح نماز کی بھی صورت بگاڑ کر رکھدی، قرآن کریم نے اسکی شہادت یوں دی ہے کہ "ان (انبیاء صادقینؑ) کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کردیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی"۔ (مریم/ ۵۹) لیکن نبی آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی نماز اپنی جامع اور کامل ترین صورت کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوئی اور امت مسلمہ پر معراج کی رات میں فرض ہوئی، ان پنجوقتہ نمازوں کی فرضیت کلام الٰہی، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت کے ذریعہ ثابت ہے اور نماز کی حقیقت بیانی ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے حضرت معاویہ بن حکمؓ کو خطاب کرکے فرمایا کہ: "نماز قرآن پڑھنے اور اللہ کو یاد کرنے اور اسکی پاکی اور بڑائی بیان کرنے کا نام ہے"۔ (ابوداؤد) اور علامہ سید سلیمان ندویؒ

کے معجز بیان قلم نے نماز کی حقیقت وکیفیت کا کیا جامع نقشہ کھینچا ہے کہ:

''نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دل ،زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمان ورحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، اس یکتائی وبڑائی کا قرار، یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم وجان کی بندگی ہے، یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض نیاز ہے، یہ ہمارے دل کے ساز کا فطری ترانہ ہے، یہ قرار روح کی تسکین ہے ،مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دل کی دوا ہے، یہ فطرت کی آواز ہے، یہ زندگی کا حاصل ہے''۔ (سیرت النبی:۵/۳۷ مختصراً) نماز کی فضیلت واہمیت قرآن وحدیث میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہے، قرآن مجید کی بہت سی سورتوں (بقرہ ، نساء ،مائدہ ، اعراف ، انفال،نور، عنکبوت ، رعد، طٰہٰ، ابراہیم ،فاطر غیرہ) میں نماز کی بڑی فضیلت ،تاکید اور ترغیب بہت ہی مؤثر وبلیغ انداز میں بیان ہوئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں کہ:

''نعمت الٰہی کا شکرانہ یہ ہے کہ آدمی نماز کا اہتمام کرے''۔ (ابراہیم/۳۱)''نماز کی پابندی ،اللہ تعالیٰ پر راضی برضا رہنے والے، آخرت کا یقین رکھنے والے اور مطیع وفرمانبردار بندوں کے لئے آسان ہے''۔(بقرہ/۴۵-۴۶)''نماز کا قیام (دنیا وآخرت میں) رحمت الٰہی کا باعث ہے''۔(نور/۵۶)''نماز کا اہتمام بہت نفع بخش عمل ہے''۔ (فاطر/۴۵)''آخرت میں عظیم کامیابی اور خصوصی اجر وثواب کا اہم ترین سبب ہے''۔ (بقرہ/۲۷۷)''نماز کا اہتمام ،تقرب الٰہی کے حصول ،گناہوں کی معافی اور دخول جنت کا وسیلہ ہے''۔(مائدہ/۱۲)''نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمت وبلندی ،مغفرت ورحمت اور بہترین رزق کے ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ہے''۔(انفال/۴)''نماز نصرت الٰہی کا موجب ہے''۔ (بقرہ/۴۵)''نماز کا اہتمام اجر عظیم کا باعث ہے''۔ (اعراف/۱۷۰)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں نماز کی فضیلت اور ترغیب بہت ہی زیادہ تفصیل سے وارد ہوئی ہے ایک حدیث شریف میں ہے کہ:''نماز اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے''۔ (بخاری) نماز اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ:''میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صحیح وقت پر نماز پڑھنا سب سے زیادہ محبوب عمل ہے''۔(بخاری ومسلم) اسی طرح نماز حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت زیادہ پسند ہے اور آپ ﷺ کی خوشی ومسرت کا باعث ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے''۔(نسائی) اسی طرح نماز سکون وراحت کا موجب ہے، ایک حدیث میں ہے کہ:''اے بلال! نماز کی تیاری کرو اور اس کے ذریعہ ہم کو آرام پہنچاؤ''۔(ابوداؤد) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:''نماز دل کی روشنی ہے''۔ (کنز العمال) اور نماز کی پابندی گناہ کی معافی کا بہترین ذریعہ ہے، آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:''مسلمان جب اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گرجاتے ہیں جیسے یہ پتے (پت جھڑ کے زمانے میں) گر رہے ہیں''۔(احمد) نیز پنجوقتہ نمازوں میں سے ہر ایک نماز پچھلی نماز تک سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے، آپ ؐ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ:''پانچوں نمازیں، جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ تک اور رمضان کے روزے پچھلے رمضان تک درمیانی اوقات کے تمام گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جبکہ ان اعمال کو کرنے والا کبیرہ گناہ سے بچے''۔(مسلم) اسی طرح نماز دنیاوی مصائب اور مشکلات میں توجہ اور رحمت الٰہی کا سبب ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اور تمام حضرات انبیاء ہر آفت ومصیبت کے وقت نماز کا اہتمام فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:''حضرات انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے''۔ اور آپ کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ میں ہے کہ آپ ﷺ سخت معاملہ، آندھی ،طوفان اور چاند وسورج گرہن کے وقت نماز پڑھا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ: ''حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہوتے تھے''۔ (ابوداؤد) نماز ہر قسم کی آفت سے نمازی کو بچاتی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ:''جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے''۔ اسی طرح نماز آخرت میں بھی عظیم کامیابی اور سعادت اور برکت والی ہے اور دخول جنت کی باعث ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ:''نماز جنت کی بڑی کنجی ہے''۔(احمد) ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ:''جو شخص نماز پڑھنے کو (اللہ تعالیٰ کا) واجب اور ضروری حق سمجھے تو وہ جنت میں داخل ہوگا''۔(مجمع الزوائد) ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''(اللہ تعالیٰ) نے اس بات کی ذمہ داری لے لی ہے کہ جو شخص (میرے پاس) اس حال میں آئے گا کہ اس نے ان پانچ نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کیا ہوگا تو اس کو میں جنت میں داخل کروں گا''۔(ابوداؤد) اس طرح نماز کا اہتمام قیامت میں نور، حساب وکتاب کے وقت حجت اور نجات کا موجب ہے ایک حدیث میں ہے کہ:''جو شخص نماز کا اہتمام کرلے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی (حساب پیش ہونے کے وقت) حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی''۔(احمد)

نماز اور اس کے اہتمام کے سلسلہ میں بہت سی فضیلت ،تاکید اور ترغیب قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں ،مذکورہ بالا فضیلتیں اسکی ایک جھلک ہے یقیناً نماز کی پابندی کرنے والے بندے دنیا میں امن وچین ،سکون وراحت اور یقین واعتماد اور آخرت میں عظیم فلاح وکامیابی، جنت میں دخول اور دائمی قیام اور جہنم سے نجات وسلامتی کے مستحق اور لائق ہیں لیکن اس کے برعکس نماز نہ پڑھنے والے اور نماز میں سستی وکاہلی کرنے والے لوگوں کو قرآن وحدیث میں بڑی وعید اور دھمکی سنائی گئی ہے۔ قرآن کریم کی کئی سورتوں (نساء ،توبہ،نور،قلم ، مدثر،اور ماعون) میں نماز چھوڑنے اور نماز میں غفلت ولاپرواہی برتنے پر اس کی بڑی ممانعت بیان کی گئی ہے چنانچہ نماز چھوڑنے والوں کے انجام بد سے باخبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کتنے سخت اسلوب میں وعید سنائی ہے کہ:''وہ (جہنمی لوگ) جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے''۔(مدثر/۴۳)''اور ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں''۔(ماعون/۴-۵)

اسی طرح متعدد احادیث مبارکہ میں نماز چھوڑنے پر بہت زیادہ نکیر کی گئی ہے، حضرت ابوذرؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ میرے خلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو (تین اہم) وصیت کی (ان میں دوسری وصیت یہ تھی) کہ:''نماز جان بوجھ کر کبھی نہ چھوڑنا کیوں کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اس سے (اسلام کا عطا کردہ تحفظ وامن کا) ذمہ اٹھ گیا''۔(ابن ماجہ) جان بوجھ کر نماز چھوڑنا امت مسلمہ سے اخراج کا ذریعہ ہے، حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ:''(آپ ﷺ نے دوسری نصیحت یہ کی کہ) جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب وملت سے نکل جاتا ہے''۔ (طبرانی) اسی طرح نماز چھوڑنا قیامت کے دن ذلت ورسوائی اور آخرت میں ناکامی ونامرادی کا باعث ہوگا، آپ ؐ نے ایک لمبی حدیث میں نہایت ہی سخت انداز میں فرمایا کہ:''جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے، اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ ہوگا، اس کا حشر فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا''۔(ابن حبان)

اللہ تعالیٰ ہم تمام اہل ایمان کو اور ہماری پوری نسل کو نماز کا اہتمام کرنے والا بنادے اور آخرت میں ہماری نماز کو نور، حجت اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

تاریخ کشمیر پر
جموں اینڈ کشمیر اسلامک ریسرچ سینٹر سرینگر کی اہم پیشکش
واقعات کشمیر
از خواجہ محمد اعظم دیدہ مری
اردو ترجمہ مع حواشی، توضیحات۔ تعلیقات
از پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد
کل صفحات: 1080
قیمت: 1200
ملنے کا پتہ
الفرقان بکڈپو 31/114 نظیر آباد لکھنؤ 226018
فون نمبر 6535664 0522

حیات تابعین

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

عبدالرحیم ندوی

قاسم بن محمد ایک جلیل القدر تابعی ہیں، حسب ونسب کے بلند مقام پر فائز ہیں، عزت وشرافت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جوان سے فوت ہوا ہو کیونکہ ان کے دادا حضرت ابوبکر صدیقؓ، ان کی ماں ایران کے آخری فرماں روا یزدگرد کسری کی بیٹی اوران کی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سردار دوجہاں کی چہیتی بیوی ہیں۔ اوران نسبی شرافتوں سے بڑھکر یہ کہ ان کے سر پر علم وعمل اور تقوی وپرہیزگاری کا مرصع تاج چمک رہا ہے، جس کے سامنے ساری عزتیں ہیچ ہیں، ان کا شمار مدینہ کے فقہاء سبعہ میں ہے، اپنے دور کے سب سے بڑے عالم، سب سے زیرک اور سب سے بڑے متقی ہیں۔ ذیل کی سطروں میں انھیں کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

قاسم بن محمد خلافت عثمانی کے آخری دور میں پیدا ہوئے۔ اورابھی پاؤں پاؤں چلنا شروع کیا تھا کہ اسلامی قلمرو میں فتنہ کی تیز وتند آندھیاں چلنے لگیں۔ بالآخر خلیفہ ثالث عثمان ذی النورین کو بڑی بے دردی سے تلاوت قرآن پاک کی حالت میں شہید کردیا گیا۔ اور پھر شام کے گورنر معاویہؓ بن ابوسفیان اور حضرت علیؓ کے مابین زبردست اختلاف کا آغاز ہوتا ہے۔ ذہن ودماغ کو ماؤف کردینے والے حوادث کے لامتناہی سیلاب میں یہ تنہا بچہ دیکھتا ہے کہ وہ اپنی بہن کے ساتھ مدینہ سے منتقل کیا جارہا ہے۔ مصر کا قصد ہے، والد سے ملنے کا ارادہ ہے۔ جو امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی طرف سے مصر کے گورنر منتخب ہوئے ہیں لیکن سوئے قسمت ان کے پہونچنے سے پہلے خونی فتنوں کے ہاتھ ان کے باپ تک پہونچ جاتے ہیں اوروہ بھی شہید کردئے جاتے ہیں۔

پھر مدینہ پر حامیان معاویہؓ کے قبضہ کے بعد باپ کی شفقت سے محروم یہ یتیم دوبارہ مدینہ واپس ہوتا ہے۔

اس سفر کی داستان خود قاسم کی زبانی سماعت کیجئے۔ بیان کرتے ہیں: ”جب میرے والد محترم مصر میں شہید کردیے گئے تو میرے چچا عبدالرحمٰن آئے، مجھے اور میری بہن کو لے کر واپس ہوگئے چچا جان جیسے ہی مدینہ پہونچے ہماری پھوپھی جان حضرت عائشہؓ نے ہم کو اپنے یہاں بلوالیا۔ اس طرح ہم چچا کے گھر سے پھوپھی عائشہ کے گھر منتقل ہوگئے اور پھر انھیں کی گود میں ہماری پرورش ہوئی۔

میں نے کسی ماں باپ کو ان سے زیادہ شفیق اور مہربان نہ پایا۔ وہ ہم کو اپنے ہاتھ سے کھلاتی پلاتی تھیں، پہلے ہم کو کھلاتی، جب ہم سے بچتا تو خود نوش فرماتی۔ ہمارے اوپر بالکل ایسی ہی شفقت فرماتیں جیسے مائیں اپنے شیرخوار بچوں پر شفقت کرتیں ہیں، چنانچہ ہم کو اپنے ہاتھ سے نہلاتی دھلاتیں، بالوں میں تیل کنگھی کرتیں، اجلے اجلے براق کپڑے پہناتیں اور ہمیشہ تعلیم وتربیت کی فکر رکھتیں، اچھی باتوں کی تلقین کرتیں، بری باتوں سے روکتیں، ان کا معمول تھا روزانہ قرآن وحدیث کا تھوڑا حصہ ہمیں سکھاتیں۔ اوراس میں ہماری ذہنی سطح کا پورا لحاظ کرتیں، عید بقرعید میں ہم کو تحفے دیتیں، عرفہ کا دن آتا تو بال مونڈتیں، مجھ کو اور میری بہن کو نہلاتیں، صبح کو نئے کپڑے پہناتیں اور نماز کیلئے مسجد روانہ کرتیں، جب ہم واپس آتے تو ہمارے سامنے قربانی کرتیں، اسی طرح ان کی آغوش شفقت میں ہمارے شب وروز اور ماہ وسال گذر رہے تھے۔ ایک دن کی بات ہے کہ انہوں نے ہمیں سفید کپڑے پہنائے ایک پاؤں پر مجھ کو اور دوسرے پر میری بہن کو بٹھایا۔ اور میرے چچا عبدالرحمٰن کو بلا رکھا تھا جب وہ تشریف لائے تو سلام عرض کیا اور گفتگو شروع کی، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: بھائی جان میں دیکھ رہی ہوں جب سے ان بچوں کو میں نے لے لیا ہے آپ مجھ سے کھنچے کھنچے رہ رہے ہیں، بخدا نہ تو کوئی بدگمانی ہے نہ یہ اندیشہ کہ ان کی دیکھ ریکھ میں آپ کوتاہی کریں گے اور نہ میں اپنے کو آپ سے برتر سمجھتی ہوں، بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ کی کئی بیویاں ہیں اور یہ دونوں ابھی بالکل بچے ہیں، اپنی ضرورت اپنے ہاتھ سے نہیں پوری کرپاتے، میں نے سوچا کہ کہیں ان کے پیشاب پاخانہ یادوسری باتوں کو یہ عورتیں بخوشی نہ برداشت کرسکیں اور میں نے اپنے کو ان سے زیادہ ان کاموں کا مستحق پایا، اس لئے میں نے ان کو آپ سے لے لیا تھا، لیکن اب یہ دونوں بڑے ہوگئے ہیں اپنے ہاتھ سے اپنی ضرورت پوری کرلیتے ہیں، آپ ان کو لے جاسکتے ہیں، تب میرے چچا نے ہم کو اٹھالیا اور اپنے خانوادہ میں شامل کرلیا، اس طرح یہ پھوپھی کے یہاں سے

چچا کے پاس منتقل ہوگئے، لیکن زندگی بھر اس بچہ کا دل اپنی پھوپھی کی محبت میں اٹکا رہا، کیونکہ کاشانہ نبوت میں پروان چڑھا تھا، نبوت کی عطر بیز خوشبوؤں نے مشام جاں کو معطر کیا تھا، اورآپ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہؓ کی گود میں پھولا پھلا تھا، شفقت ومحبت کے چشموں سے سیراب ہوا تھا، اس لئے قاسم نے اپنے اوقات تقسیم کرلئے اوران کے لمحات زندگی پھوپھی اور چچا کے یہاں گزرنے لگے، پھوپھی جان کے یہاں گذرے لمحات اور خوشبوؤں میں بسی یاد میں دل کی دنیا میں صدا یادوں کے دیپ جلاتی رہیں، ان مہکتی یادوں کے بعض واقعات وہ خود بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

ایک دن میں نے اپنی پھوپھی عائشہؓ سے کہا پھوپھی جان! نبی کریم اوران کے دونوں رفیقوں کی قبریں ذرا کھول دیں، دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تینوں قبریں آپ کے حجرہ میں تھیں اوران کو کسی چیز سے ڈھانپ دیا گیا تھا کہ نظر نہ آتی تھیں تو انہوں نے میری خاطر ان کو کھول دیا میں نے دیکھا نہ تو زیادہ بلند تھیں اور نہ ہی ایسی پست کہ معلوم نہ ہوں، مسجد کے اندر جو سرخ کنکر تھے اسی سے ان کو برابر کیا گیا تھا، میں نے پوچھا حضور ﷺ کی قبر کون ہے؟ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: یہ ہے، یہ کہتے ہوئے ان کے رخسار پر آنسو کے دو قطرے ڈھلک گئے۔ انہوں نے جلدی سے پونچھ لیا تاکہ میں دیکھ نہ سکوں، نبی کریم ﷺ کی قبر دونوں رفیقوں سے آگے تھی۔ پھر میں نے پوچھا: دادا جان (ابوبکرؓ) کی قبر کون سی ہے؟ فرمایا: یہ ہے۔ اوران کی قبر رسول اکرم ﷺ کے سر کے پاس ہے۔ اور میں نے کہا یہ حضرت عمر فاروقؓ کی قبر ہے؟ فرمایا: ہاں یہ ان کی قبر ہے۔ میں نے دیکھا حضرت عمرؓ کا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں سے قریب اور دادا ابوبکرؓ کے کمر کے پاس ہے۔

جب یہ بچہ اور بڑا ہوا تو اس نے کتاب اللہ حفظ کیا اور حضرت عائشہؓ سے حدیث کا علم حاصل کیا، مسجد نبوی میں آنے لگا۔ اور علم کے حلقوں میں بیٹھنے لگا۔ یہ علمی حلقے مسجد کے گوشے اور ہر ستون کے پاس لگتے تھے، انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ آسمان میں ستارے بکھرے ہیں، چنانچہ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن خباب، رافع بن خدیج اور عمر بن الخطابؓ کے آزاد کردہ غلام اسلم اور دیگر جلیل القدر صحابہؓ کے خوان علم سے خوشہ چینی کی، اور زمانہ نے دیکھا کہ کل کا یتیم آج کا امام ومجتہد ہے، وقت کے ماہرین علماء میں اس کا شمار ہورہا ہے، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کسی کو ماہر یا عالم اسوقت تک نہیں کہا جاتا تھا جب تک کہ احادیث میں اسکو مہارت تامہ نہ حاصل ہوجائے۔

چنانچہ جب اس بکری جوان کو علوم میں مہارت تامہ حاصل ہوگئی گویا آج کی اصطلاح میں دستار فضیلت سر پر بندھ گئی، تو پھر تشنگان علم کا رجوع شروع ہوا، لوگ جوق در جوق اس میکدہ علم ومعرفت میں آتے اور ساقی میکدہ بھی پوری فراخ دلی کے ساتھ علم کے جام لٹاتا، چنانچہ ہر روز صبح مسجد میں تشریف لاتے، ایک وقت مقرر تھا کبھی نہ تو تخلف ہوتا اور نہ دیر سویر ہوتی، ٹھیک وقت پر حاضر ہوتے، اور دو رکعت 'تحیہ المسجد' پڑھتے پھر روضۃ الجنۃ 'منبر نبوی اور قبر اطہر کے درمیان' میں آکر بیٹھ جاتے، اور ہر طرف سے تشنگان علم آتے اوراس شیریں وشفاف چشمہ سے اپنی پیاس بجھاتے، زیادہ وقت نہ گذرنے پایا کہ قاسم بن محمد اوران کی خالہ کے لڑکے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ مدینہ کے امام ہوگئے۔ ان پر اعتماد کیا جاتا تھا، مدینہ کے سردار ہوگئے ان کی اطاعت کی جاتی تھی، اور ایسی عبقری شخصیت کے مالک ہوگئے کہ انکی بات مانی جاتی تھی، جبکہ انکے ہاتھوں میں نہ کوئی عہدہ تھا نہ منصب اقتدار تھا، نہ سلطنت لیکن ان کے دل خوف خدا اور تقوی سے معمور تھے، انکے سینے علم ومعرفت سے پر اور فہم فراست سے لبریز تھے، تو لوگوں نے اپنا مقتدیٰ وامام بنالیا، وہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اس سے مستغنی تھے، اللہ کے اجر وثواب کے متمنی تھے، اس لیے دنیا نے انکو اپنی پلکوں پر بٹھایا اور اپنا پیشوا بنایا، لوگوں کے دلوں میں انکا مقام اتنا بلند تھا کہ خلفاء بنوامیہ اور والیان حکومت انکی رائے کے بغیر کسی اہم معاملہ کا فیصلہ نہ کرتے تھے۔

چنانچہ ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ کیا اور اس ارادہ کی تکمیل اس وقت ممکن تھی جب مسجد کی چاروں طرف کی دیواریں منہدم اور ازواج مطہرات کے حجروں کو مسمار کرکے مسجد میں شامل کیا جائے لیکن اندیشہ یہ تھا کہ یہ کام لوگوں کے لئے شاق گذرے اور آسانی سے اس پر راضی نہ ہوں تو خلیفہ نے مدینہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھا اور لکھا کہ: ”دیکھو! میرا ارادہ ہے کہ میں مسجد نبوی کی توسیع کروں اور دوسو گز لمبی اور دوسو گز چوڑی کردوں، لہٰذا اسکے لئے تم اس کی چاروں دیواریں منہدم کردو، اور ازواج مطہرات کے حجروں کو بھی اس میں شامل کردو، اردگرد کے

گھر خرید لو، اور انکی قیمت پوری فراخدلی سے دے دو، اور اگر ہوسکے تو قبلہ ذرا اور آگے کردو، مجھ کو امید ہے کہ تم یہ کام آسانی سے کرسکتے ہو، اس لیے کہ تمہارے ماموں بنی آل خطاب کی لوگوں کے دلوں میں بڑی عزت اور مقام ہے اور دیکھو اگر اہل مدینہ اس پر راضی نہ ہوں تو قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے مدد لو، ان کو اپنے ساتھ شریک کرلو، اس میں تمہارے لئے عمر بن الخطابؓ اور عثمان بن عفانؓ کا نمونہ موجود ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفہ کا خط ملا، انھوں نے مدینہ کے ان دونوں جلیل القدر عالموں اور کچھ سربرآوردہ لوگوں کو بلایا ان کے سامنے خلیفہ کا مکتوب گرامی پیش کیا، سب خلیفہ کا ارادہ سن کر بڑے خوش ہوئے، اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار ہوگئے، جب کام شروع ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ دونوں بڑے عالم اس کام میں شریک ہیں تو سب کے سب ان کے ساتھ آکر کھڑے ہوگئے۔

یہ وہی وقت تھا جب مسلم فوج قسطنطنیہ کے پھاٹک پر دستک دے رہی تھی، وہ فتح کے قریب تھا، جب روم کے بادشاہ کو خلیفہ ولید کے اس ارادہ کا علم ہوا تو اس نے خلیفہ کو خوش کرنا چاہا اور توسیع میں حصہ لیا، چنانچہ اس نے ایک لاکھ مثقال سونا، اور فن تعمیر کے سو ماہر انجینئر بھیجے اور بھاری مقدار میں تزئین کاری کے لئے رنگ برنگ کے سنگ مرمر بھیجے۔

خلیفہ نے سب اٹھا کر عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس بھجوادیا، لیکن عمر بن عبدالعزیزؒ نے پہلے ان دونوں سے مشورہ کیا پھر جا کر ان کا استعمال کیا، اس دو واقعے سے ان بزرگوں کی جلالت شان اور لوگوں کی نگاہ میں قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے، قاسم بن محمد اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نقش قدم پر تھے، لوگ کہتے تھے: ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں کوئی ان سے زیادہ صدیق سے قریب نہیں ہے، اس لیے کہ قاسم اخلاق کی بلندی، کردار کی پاکیزگی میں ابوبکر صدیق سے قریب تر تھے، ایمان و یقین، توحید و تقوی اور جود و سخا میں اپنے دادا سے زیادہ مشابہ تھے۔

ان کے متعلق بہت سی باتیں مشہور اور کارنامے منقول ہیں جو انکی شہادت دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک بدو مسجد میں آیا، اس نے سوال کیا تم زیادہ بڑے عالم ہو یا سالم بن عبداللہ؟ انھوں نے توجہ نہ دی، اس نے دوبارہ پوچھا آپ نے کہا سبحان اللہ! پھر اس نے تیسری مرتبہ اسی سوال کو دہرایا تو فرمایا: بھائی وہ سالم ہیں وہاں بیٹھتے ہیں۔ جو لوگ مجلس میں تھے کہتے ہیں: بخدا! انھوں نے یہ اسلوب اس لیے اختیار کیا کہ یہ کہہ نہیں سکتے تھے کہ میں ان سے بڑا عالم ہوں کہ اس میں خود اپنے منھ سے اپنی تعریف تھی اور یہ کہنا بھی مشکل تھا کہ سالم زیادہ بڑے عالم ہیں کہ یہ جھوٹ ہوتا، کیوں کہ حقیقت میں قاسم علم میں سالم سے بڑھے ہوئے تھے۔

ایک مرتبہ حج کا موسم تھا، منیٰ میں دیکھا گیا کہ مختلف شہروں کے حجاج قاسم کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور مسائل دریافت کررہے ہیں اور قاسم ہیں کہ کچھ کا جواب دے رہے ہیں اور کچھ کے جواب میں "لا أدری" اور "لا أعلم" (مجھ کو معلوم نہیں) کہہ رہے ہیں اور لوگ حیران ہوئے جاتے ہیں۔ اخیر میں انہوں نے فرمایا! بخدا! میں ہر بات نہیں جانتا ہوں جو تم پوچھ رہے ہو اور اگر جانتا تو چھپاتا نہیں اور نہ میرے لئے ایسا کرنا جائز تھا، اور دیکھو! آدمی کو اللہ کی معرفت حاصل ہو پھر وہ باقی باتوں سے ناواقف رہ کر زندہ رہے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسکو علم نہ ہو۔

ایک مرتبہ ان کو زکوۃ کا مال تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی گئی، انھوں نے پوری کوشش صرف کردی اور ہر مستحق کو اسکا حق دیا لیکن ان میں ایک شخص تھا جو اپنے حصہ پر راضی نہ تھا؛ چنانچہ وہ مسجد آیا، آپ نماز پڑھ رہے تھے، وہ اس سلسلہ میں گفتگو کرنے لگا، اسکی گفتگو سن کر ان کا لڑکا بول پڑا بھائی! تم ایسے شخص کے بارے میں گفتگو کررہے ہو جس کو تمہارے صدقہ کے مال سے نہ ایک درہم ملا ہے نہ ایک کھجور، قاسم نے اپنی نماز مختصر کردی اور جلدی سے اپنے لڑکے سے مخاطب ہوئے بیٹے! تم وہ بات نہ کرو جو نہیں جانتے، لوگوں کا کہنا ہے کہ اس لڑکے نے بالکل درست کہا تھا لیکن وہ اسکی تربیت کرنا چاہتے تھے کہ اسی طول کلامی سے زبان کو محفوظ رکھنا چاہتے تھے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قاسم کو بڑی عمر عطا فرمائی۔ ۷۲/سال سے زائد ان کی عمر ہوئی لیکن بڑھاپے میں بینائی جاتی رہی تھی اخیر عمر میں حج کا ارادہ کیا لیکن ابھی راستہ میں تھے کہ وقت موعود آپہونچا جب انکو احساس ہوگیا کہ اب انکا آخری وقت ہے تو اپنے لڑکے سے کہا دیکھو! اگر میرا انتقال ہوجائے تو میرے اسی کپڑے میں دفن کرنا جس میں میں نماز پڑھتا ہوں یعنی قمیص، ازار اور چادر، اتنا ہی کفن تمہارے دادا صدیق اکبر کا تھا، پھر میری قبر کو برابر کردینا اور گھر واپس چلے جانا، اور دیکھو اس امر سے اجتناب کرنا کہ میری قبر پر آؤ، کھڑے ہو یا میری قصیدہ خوانی کرو۔

☆☆☆☆☆

روداد سفر

دورۂ آسام

محمود حسن حسنی ندوی

تحریک سید احمد شہیدؒ اور آسام

آسام ہندوستان کی سرحدی ریاست ہے، اور مغربی بنگال (ہند) ومشرقی بنگال (بنگلہ دیش) کی پڑوسی ریاست ہے، اسی لئے بنگال کی تہذیب وثقافت اور بنگال کی زبان کے یہاں گہرے اثرات ہیں، آسام اور بنگال میں غیر مسلم اکثریت تھی، حضرت سید احمد شہیدؒ کو اس علاقہ کی بڑی فکر تھی، انہوں نے اپنے نوعمر مرید وخلیفہ حضرت مولانا کرامت علی جون پوریؒ کو اس علاقہ میں ارشاد وہدایت کے کام کے لئے بھیجا، وہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی خدمت میں ۱۸/دن رہے تھے، بنگال سے ۱۸/سال بعد جب وہ پہلی بار اپنے وطن حاضر ہوئے، تو ان کے والد نے لوگوں سے فرمایا: کہ دیکھو حضرت سید صاحبؒ کی تاثیر، ایک دن ایک سال کے برابر ہوا، انہوں نے بڑی محنت، مجاہدہ وریاضت کے ساتھ دین کی تبلیغ وتفہیم کا کام کیا، اسی لئے ان کو 'ہادی بنگال' کہا جاتا ہے، چونکہ ان سے اس راہ میں بڑی کرامتیں صادر ہوئیں، اس لئے کرامت ان کے نام کا جزو بن گیا، حالانکہ نام ان کا علی تھا اور وہ مشہور مولانا کرامت علی کے نام سے ہوئے۔

بعد میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے بڑی محنت کی اور ان کا قیام سلہٹ کے مقام پر رہا، جو اب بنگلہ دیش کا حصہ ہے، وہاں آپ درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے تھے، پھر دارالعلوم دیوبند بلالئے گئے، انہوں نے دینی، ملی، سیاسی، خدمات میں قائدانہ کردار پیش کیا، ایثار وقربانی اور اخلاص وللہیت کا وہ نمونہ پیش کیا، جس کی نظیر نہیں ملتی، ان ساری مشغولیتوں کے باوجود آپ کا تعلق سلہٹ سے کمزور نہ ہوا، اہل سلہٹ نے وعدہ لے لیا تھا کہ رمضان یہیں گزارا کریں گے، چنانچہ رمضان آتے ہی آپ کے مریدین ومتعلقین سلہٹ پہونچ جایا کرتے تھے۔

ایک مخلصانہ دعوت

جہاں تک بدرپور (کریم گنج) کا تعلق ہے، جو اس سفر کی آخری منزل تھی "الجامعة العربية الاسلامية" کے نام سے یہاں ادارہ قائم ہے جس کے بانی اور سرپرست اول مولانا عبدالجلیل چودھری مرحوم تھے۔ اس مدرسہ کی خشت اول حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے رکھی تھی۔ اور اس وقت اس کے سرپرست مولانا شاہ طیب الرحمٰن صاحب ہیں، ان کی شدید خواہش اور مہتمم مولانا یوسف علی صاحب کا پیہم اصرار تھا کہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس کے سالانہ اجلاس میں تشریف لائیں، ذاکر حسین آسامی معلم معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء (سکروری) برابر یاد دہانی کراتے رہے، اور وہاں کے لوگوں کی طلب وشوق کا ذکر کرتے رہے، رابطہ بنائے رکھا، اور دوسری طرف حیدرآباد کا سفر کسی وجہ سے ممکن نہ ہوسکا، جہاں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی 'قرآن سمینار' منعقد کررہے تھے البتہ مولانا مدظلہ نے اپنا خطبۂ صدارت جو ۱۶/صفحات پر مشتمل تھا، بھیج دیا تھا، جو طبع ہوا، پڑھا گیا اور تقسیم بھی ہوا۔

آخر کار بدھ ۹/فروری ۲۰۱۱ء کو کانپور سے راجدھانی ٹرین اختیار کرنے کا نظام بنایا گیا، جو ۲۳/گھنٹے لے رہی تھی، ۹/بجے رات کو کانپور سے راجدھانی روانہ ہوئی، پونے دو گھنٹے میں ۱۲۰ کیلومیٹر کا سفر الہ آباد کا طے ہوا، جناب مولانا قمرالزماں الہ آبادی کے یہاں سے ان کے صاحبزادگان مولانا سعید احمد صاحب، مولوی عبیداللہ ندوی وغیرہ آئے، لیکن ٹرین گزر رہی تھی ملاقات نہ ہوسکی۔ جمعرات کا دن ٹرین پر گزار کر جمعہ کی شب میں گوہاٹی پہونچے اور اس طرح آسام میں پہلی بار داخل ہوئے، سوائے حاجی عبدالرزاق صاحب کے۔ وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ساتھ تشریف لاچکے تھے اور بدرپور کے اسی پروگرام میں آئے تھے، ٹرین سے نہیں ہوائی جہاز سے آئے تھے۔ یہاں کے لیے ٹرین کے سفر کے بہ نسبت ہوائی جہاز کا سفر مناسب خیال کیا جاتا ہے۔

آسام کے تعلق سے چند باتیں

نارتھ ایسٹ انڈیا جن صوبوں پر مشتمل ہے ان میں آسام کو چھوڑ کر باقی صوبوں میں عیسائی اثرات زیادہ ہیں، یہ صوبے آبادی کے لحاظ سے بڑے صوبے نہیں ہیں، ان سب میں سب سے زیادہ آبادی آسام میں ہے۔ ناگالینڈ، منی پور، تری پورہ، اروناچل پردیش، میگھالیہ، میزورم دوسرے صوبے ہیں، آسام دو حصوں پر تقسیم ہے براگ ویلی (ویلی

وادی کو کہتے ہیں) اس میں کریم گنج، برہم پتر اور دوسرے اضلاع ہیں اور برہم پتر ویلی ہے، برہم پتر یہاں کی مشہور ندی ہے، اس خطہ میں گوہاٹی اور دوسرے اضلاع ہیں۔

آسام میں مسلمانوں کی آبادی ۳۵ فیصد سے ۴۰ فیصد ہے، بعض اضلاع میں ۹۵ فیصد مسلمان ہیں، جیسے بدر پور، کریم گنج، دھوبری بر پیٹا وغیرہ۔

کھانے پینے میں یہاں کی چائے مشہور ہے، لیکن آسامی زبان میں 'چ' اور 'ش' کا استعمال نہیں ہے اس لئے سائے کہتے ہیں اور عربی میں 'شائ' بولا جاتا ہے، عود کی لکڑی جس کا عطر مشہور ہے اور بڑا قیمتی مانا جاتا ہے، بالائی آسام میں پائی جاتی ہے، اس کے خاص علاقے جورہاٹ، شیوساگر، گولہ گھاٹ وغیرہ ہیں، جانوروں میں گینڈا یہاں کا مشہور جانور ہے، اور ہرن کی آسام میں بڑی کثرت ہے۔ ہرن سے ہی مشک نکلتا ہے، اس طرح عطریات میں مشک اور عود کا مخزن یہی آسام ہے۔

امارت شرعیہ کا اثر براگ ویلی میں زیادہ ہے قضا کا زبردست نظام ہے، ہر جگہ قاضی متعین ہیں آسام میں کل ملا کر ۳۶ زبانیں ہیں، بنگالی اور آسامی زیادہ بولی جاتی ہیں، خبریں بنگالی، نیپالی، آسامی زبانوں میں نشر ہوتی ہیں۔

گوہاٹی کے چاروں طرف پہاڑ ہیں، ایک پہاڑی سلسلہ شیلانگ کی طرف سے جاتا ہے، اور دیپ جزیرہ ہے جس میں پورا شہر آباد ہے، یہ جزیرہ سمندر کا نہیں بلکہ برہم پتر ندی کا ہے کہ جس کے چاروں طرف برہم پتر ہے۔

گوہاٹی سے بدرپور (کریم گنج)

گوہاٹی آسام کی راجدھانی ہے، یہاں مسلمان بڑی تعداد میں اور باحیثیت تھے لیکن زمین وجائداد کو فروخت کر کے اب وہ حیثیت کھو بیٹھے ہیں گوہاٹی یونیورسٹی میں شعبۂ عربی کے صدر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل ڈاکٹر عبدالمجید ندوی ہیں، وہ خال محترم مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء کے رفیق درس ہیں۔ انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ کو زحمت دینے کے بجائے مولانا بلال حسنی ندوی اور راقم کو یونیورسٹی مدعو کیا۔ جمعہ سے کچھ پہلے ہم لوگ الطاف صاحب کے مکان پر آئے، جہاں حضرت قیام فرماتے، حضرت مولانا مدظلہ سے ملنے آسام کی سیاسی اور ملی شخصیت اور مشہور تاجر عطر مولانا بدرالدین اجمل ممبر پارلیمنٹ وممبر مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے، اور موجودہ ملی وسیاسی مسائل پر گفتگو بھی کی اور کہا کہ قریب ہی مدرسہ میں ایک پروگرام رکھا ہے جس میں پانچ ہزار علماء جمع ہیں، آپ وہیں مسجد میں جمعہ کی نماز ادا فرمائیں۔ اور دعا کرا دیں۔ حضرت مولانا تیار ہوگئے، مولانا بلال حسنی ندوی سے نماز جمعہ کی امامت اور خطبہ کو کہا اور نماز بعد حضرت سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کچھ نصیحت فرمانے کی بھی درخواست کی، حضرت مولانا مدظلہ نے نہایت پر مغز نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ:

"یہاں علماء کی بڑی تعداد موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے علماء کو بڑا مقام دیا ہے، چھوٹی بڑی چیز سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے، دین سے وابستگی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے ہم اس کو سرسری چیز سمجھتے ہیں۔ یہ بات ترکوں میں دیکھی کہ وہ بات بات پر 'علی الاسلام الحمد للہ'، 'علی الاسلام الحمد للہ' کہا کرتے تھے کہ اس بات پر اللہ کا شکر کہ اس نے ہم کو اسلام عطا کیا اور بات یہ تھی کہ وہ اسلام سے وابستگی سے پہلے بھیڑیا کو پوجنے والے تھے، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے، بغداد میں تباہی مچائی تھی اللہ کے فضل سے پوری قوم مسلمان ہوگئی، اس لئے وہ اپنی عملی زندگی کو سوچ کر بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے بھیڑیا کی پوجا سے نکالا، آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور اس کے ساتھ یہ ذمہ داری سمجھیں کہ آپ تنہا اس دین کے حامل نہ بنیں دوسروں کو بھی اس کا حامل بنانے کی کوشش کریں"۔

ڈاکٹر عبدالمجید ندوی اور صدر شعبۂ عربی گوہاٹی یونیورسٹی نے یونیورسٹی میں بھی ایک پروگرام رکھا جس میں مولانا سید بلال عبدالحئی حسنی ندوی نے خطاب کیا اور عربی زبان کی آفاقیت اور اہمیت وتاثیر پر روشنی ڈالی۔

اس دعوتی وتعلیمی پروگرام کے ذمہ دار جس کا انعقاد بدر پور کریم گنج میں ہوا مولانا یوسف علی مہتمم الجامعۃ العربیہ الاسلامیہ تھے اور اس کی سرپرستی امیر شریعت آسام مولانا طیب الرحمٰن صاحب فرما رہے تھے۔ پروگرام ۱۳ر فروری کو دوپہر سے شروع ہو کر صبح تک چلا۔ اور صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب بھی ہوئی، جو بڑا پر کیف منظر تھا، خواص وعوام کی ایک بڑی تعداد شریک تھی، اجلاس میں مہمان خصوصی حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی مدظلہ ناظم ندوۃ العلماء، مولانا سید محمد واضح رشید ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء، مولانا بلال حسنی ندوی، حاجی عبدالرزاق صاحب، شاہد حسین صاحب، سحبان ندوی، شہود ندوی کے علاوہ راقم سطور بھی موجود تھا۔

دو بجے گوہاٹی سے لامڈنگ کے لئے ٹرین تھی

جہاں سے پھر بدر پور کے لیے دوسری ٹرین پکڑنی تھی، حضرت مولانا مدظلہ تو وقت پر اسٹیشن پہونچ گئے لیکن ہم میں سے بعض لوگ دوسری گاڑی میں تھے ٹریفک کی وجہ سے کچھ تاخیر سے پہونچے، ٹرین موجود تھی، لامڈنگ تک چار گھنٹے کا سفر رہا، لامڈنگ سے جس ٹرین سے کنفرم ٹکٹ تھے وہ ٹرین کینسل ہوگئی تھی، دوسری ٹرین نو بجے رات کو تھی ٹکٹ کنفرم نہیں تھے، حضرت نے فرمایا بغیر کنفرم ٹکٹ کے سفر نہیں کرنا ہے، لیکن لامڈنگ والوں نے جن کا مکان اسٹیشن سے متصل ہے، اور وہیں ہم لوگ کچھ دیر کے لئے ٹھہرے، پوری کوشش کی تب بھی ٹرین پر سوار ہو کر اترنا پڑا، لیکن بدر پور والوں کی بے چینی اور دعاؤں اور وہاں کے افراد کی جان توڑ کوشش نے ناممکن کو ممکن بنا دیا اور ٹی ٹی نے اے، سی کوچ میں چھ سیٹیں دے دی۔ حضرت کو اطمینان نہ ہوا، ٹی ٹی نے خود آ کر کہا تو حضرت تیار ہوگئے۔

ہم سب نے سامان اتار لیا تھا، ان چھ میں ایک مقامی رہبر بھی تھے، اس لئے کہ یہاں زبان کا بڑا مسئلہ ہے مسلمان تو اردو بولتے اور سمجھتے ہیں لیکن وہاں کے ہندو بھائی اردو سے ناواقف ہیں، ہم اور سحبان سلیپر میں الگ بوگی میں اور شاہد حسین صاحب کے فرزند مولوی شہود الحسن ندوی دوسری بوگی میں ایک مقامی رہبر کے ساتھ تھے، ٹرین عجیب وغریب تھی، ہر بوگی خود ایک مملکت تھی، دوسری بوگی سے کوئی تعلق نہیں، رابطہ بالکل منقطع، علاقہ پہاڑی تھا، سردی کا سامان ہم لوگ لے نہ سکے تھے، لامڈنگ والوں نے دو چادر دے دی تھی، اس سے کام چلایا گیا، ٹی ٹی نے ڈرا دیا تھا کہ دروازہ کھلا نہ رہے، کھڑکیاں بھی بند رہیں، ہمارے لئے سونا مشکل تھا اس خیال سے کہ کہیں دروازہ کھلا نہ رہ جائے، یہاں تک کہ ساڑھے تین بجے رات میں ایک اسٹیشن ایسا آیا جہاں ایک شخص اترا، اور فوراً دوسرا مرد وزن کا ایک جوڑا چڑھا، ٹی ٹی نے آواز دی فوراً دروازہ بند کرو، دروازہ بند کر دیا، دروازہ کھلوانے کی بعد میں کوشش کی جاتی رہی لیکن کھولنے کا کہاں سوال پیدا ہوتا تھا، لیکن ٹرین کی دوسری بوگی میں جو ہماری بوگی سے متصل تھی وہ لوگ چڑھ گئے، بعد میں معلوم ہوا، اس میں ڈکیتی پڑگئی، سامان لوٹا گیا، زدوکوب کیا گیا، اور کسی کو چھوڑا نہیں گیا۔ اللہ نے ہم لوگوں کو بچایا، اور خیریت وسلامتی سے منزل پر پہونچے، ۸ر بجنے کو تھے، استقبال کے لئے جم غفیر تھا اور ـــــ

طلع البدر علینا من ندوۃ العلماء

وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

کہہ کر عقیدت ومحبت اور تعلق وفدائیت حضرت مولانا مدظلہ اور جناب مولانا واضح رشید حسنی مدظلہ کے تئیں اظہار کر رہے تھے، بے حد خوش اور جذباتی ہو رہے تھے، اس میں یہ تلمیح بھی تھی کہ بدر پور میں یہ بدر طلوع ہو رہا تھا جس کے لئے یہ سب تیاریاں تھیں، کہہ رہے تھے سب کی نیندیں اڑی ہوئی تھیں، شاہد حسین صاحب کے بڑے ممنون ہو رہے تھے کہ یہ حوصلہ بندھائے رہے۔ مہتمم الجامعۃ العربیہ الاسلامیہ بدر پور مولانا محمد یوسف علی صاحب اصل داعی تھے، اور امیر شریعت حضرت مولانا طیب الرحمٰن صاحب کی زوردار سفارش تھی اور ان کے ہی احترام میں حضرت مولانا مدظلہ سفر کے لئے تیار ہوئے، راستہ کی مشکلات کے باعث جہاز سے سفر مناسب سمجھا جاتا ہے لیکن حضرت مولانا اس سے گریز کرتے ہیں، اس پر خطر راستہ سے ٹرین کی رائے کسی کی نہیں تھی، ٹرین کینسل ہو جاتی ہیں۔ اور پٹریاں اڑا دی جاتی ہیں، قافلے لٹ جاتے ہیں، دو کا تجربہ تو اسی سفر میں ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے بچایا اور مامون رکھا۔ ندوۃ التامیر کی عمارت میں ٹھہرائے گئے، عصر بعد بنگلا دیش بارڈر پر جانے کا پروگرام طے ہوا، پہلی بار ہم میں سے بعض نے جن میں میں بھی تھا، بنگلہ دیش کا دیدار کیا، سلہٹ کا علاقہ جو پہلے آسام کا حصہ تھا اور یہاں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے سلہٹ میں برسوں درس حدیث دیا، ان کے فیوض وبرکات آسام میں قریبی عہد کے مشائخ میں سب سے زیادہ ہیں، ان کے خلفاء میں مولانا احمد علی اور مولانا شاہ عبدالجلیل چودھری کے خلفاء تین ہزار ہیں۔ مولانا شاہ طیب الرحمٰن صاحب امیر شریعت اپنے شیخ وسابق امیر شریعت مولانا عبدالجلیل صاحب کے جانشین وخلیفہ مجاز ہیں، ان کے خلفاء اس وقت ڈیڑھ ہزار ہیں، بڑے قوی التاثیر اور حضرت مولانا مدظلہ کے بقول بڑے قوی النسبت ہیں، مغرب بعد ہندوستان کے ضلع کریم گنج اور بنگلہ دیش کے ضلع سلہٹ کے مقام اتصال جس میں پانی (دریا) اور تار حائل ہیں، نماز پڑھ کر اور ایک دو مکان پر دعا ونصیحت فرما کر بدر پور کے لئے روانہ ہوئے، اور مولانا عبدالجلیل چودھری مرحوم کے مکان تشریف لے گئے، ہم سب کو وہیں قیام کرنا تھا، مولانا شاہ طیب الرحمٰن مدظلہ بھی تشریف لائے، حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے کچھ رسائل اور کتابیں جن میں مولانا واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ کی بھی بعض کتابیں تھیں، پیش فرمائیں۔ یہاں قیام میں راحت ہی راحت رہی، مولانا عبدالجلیل مرحوم کو پہلی بار دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دینی تعلیمی کونشن

میں دیکھا تھا۔ بڑی مؤثر، طاقتور، ایمان افروز اوردلسوز خطاب فرمایا تھا اس لئے ان کی شخصیت بھلائی نہیں جاتی، انہوں نے آسام میں جس طرح دعوت واصلاح کا کام محنت اور جانفشانی سے کیا۔ اور پھر جو مقبولیت ومحبوبیت ملی، اس سے ان کے حاسدین اوران کے دشمن بھی ہوگئے، اور قاتلانہ حملہ کی سازشیں بھی کی تھیں، لیکن ایسی غیبی مدد آئی کہ وہ سب برے ارادے سے آنے والے لوگ ان کے مرید ومعتقد بن گئے، مولانا مرحوم کے صاجزادہ اسامہ مبرور چودھری اوران کے صاجزادہ منصور نے اپنے مہمانوں کوراحت پہونچانے میں کوئی کمی نہیں کی، خوش اخلاق اورخوش مزاج ہیں۔

آج کے پروگرام اس طرح تھے: ناشتہ ہائی لاکندی ضلع کے رنگاؤنی گاؤں میں امیر شریعت مولانا طیب الرحمٰن صاحب کے یہاں طے تھا، اس سے قریب گاؤں لکھیر بند برادرم ذاکر حسین معلم معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء کا ہے، ناشتہ کے بعد کچھ دیر وہاں قیام بھی فرمایا، اور سبھی نے بڑی فرحت محسوس کی، مولانا واضح رشید ندوی مدظلہ نے مولانا شاہ طیب الرحمٰن صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سلہٹ میں استاد حدیث تھے توان کا کیا طرز تدریس تھا، انہوں نے بتایا کہ صرف حدیث پر گفتگو فرماتے تھے، اور غیر ضروری باتوں میں نہیں پڑتے تھے، راقم کا ذہن فوراً ان کے استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی طرف منتقل ہوا کہ ان کا بھی یہی طرز بیان کیا جاتا ہے کہ درس میں غیر ضروری باتوں سے گریز کرتے تھے۔

ہمارے ایک ندوی فاضل مولوی لقمان احمد ندوی اپنے ادارہ میں (جو کریم گنج میں واقع ہے) ہم کو اور بلال ماموں کو لے جانا چاہتے تھے، لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے اس پر عمل نہ ہوسکا اور ہم لوگوں کو شرمندگی ہوئی۔ وہ اپنے یہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا نصاب جاری کررہے ہیں اور اس کو ندوہ کی شاخ بنانا چاہتے ہیں۔

ایک بجے سے پہلے اپنے مستقر بدرپور ہم لوگ پہونچ گئے، اگلے پروگرام کے لئے جو الجامعۃ العربیہ الاسلامیہ میں طے تھا، حضرت مولانا وغیرہ نے تیاری شروع کی، وقت مقررہ پر اس پروگرام میں پہونچ گئے، حضرت مولانا طیب الرحمٰن صاحب کی خوشی کی انتہا نہ تھی، اپنے مہمانوں کے مرتبہ ومقام کا لحاظ کرتے ہوئے تعارف کرایا، اور نسبتوں کا مزید ذکر کیا کہ یہ حضرات حضرت امام حسن نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد ہیں اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے خاندان کے افراد ہیں جن کو کلید کعبہ مقدسہ عطا ہوئی تھی، یہ سنتے ہی پورے مجمع پر خاص کیفیت طاری ہوگئی، اور سبحان اللہ، سبحان اللہ بھی کہا جانے لگا، ایسا مطیع وفرمانبردار مجمع نہیں دیکھا کہ چشم وابرو کے اشارے پر چلنے والا مجمع، سبھی آداب ظاہری وباطنی کے ساتھ مجتمع تھے، اور باوضو، کہ نماز کا اشارہ ہوا اور سب کھڑے ہوگئے، یکایک صفیں بندھ گئیں، جس سے اذان کو کہا گیا اس نے اذان دی، جس سے امامت کو کہا گیا وہ امامت کے لئے کھڑا ہوگیا، امارت کا زبردست نظام، امیر بھی بڑے ہی شفیق ومہربان، دکھ درد میں کام آنے والے، ہمدرد وغمگسار، واقعی طیب الرحمٰن، مستقر سے جلسہ گاہ تک پھر شایان شان استقبال حضرت مولانا مدظلہ کا کیا گیا، دونوں طرف طلبہ بڑی محبت وفدائیت کے ساتھ یہ اشعار گارہے تھے

طلع البدر علینا من ندوۃ العلماء
وجب الشکر علینا مادعاللہ داع

جھنڈا لہرانے کا عمل بھی خوب رہا، یہ ایک رمز وعلامت ہے، اسلام کے تئیں عظمت ومحبت کے اظہار اور اسلام کو تقویت پہونچانے کا کہ دونوں ادارے امارت شرعیہ اور جامعہ عربیہ سے مربوط رکھنے کا ایک ذریعہ، امارت کا جھنڈا حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے اور جامعہ کا جھنڈا امیر شریعت مولانا طیب الرحمٰن صاحب نے لہرایا، اس دوران طلبہ نے ایک ترانہ پیش کیا، جس میں اپنے پوری زندگی کو دین کے لئے اور قوم وملت کے لئے وقف کرنے کے جذبات تھے۔

ظہر کے وقت کی بس یہ ایک مختصر تقریب تھی جس میں مولانا یوسف علی صاحب مہتمم جامعہ، مولانا فریدالدین صاحب اور مولانا اسامہ مبرور صاحب پیش پیش رہے۔

(جاری)

دعائے مغفرت

☆ محمد اسعد صاحب بہرائچی (حال مقیم نینی تال) کے والد جناب نذیر احمد نوری کا ایک ہفتہ قبل انتقال ہوگیا، مرحوم ندوہ سے خاص تعلق رکھتے تھے اور یہاں کے وسائل کی توسیع میں خاص حصہ لیتے تھے۔

☆ مولانا عبدالحی ندوی (مقیم حال دوحہ، قطر) کی والدہ ماجدہ کا ۳۰/ مارچ ۲۰۱۱ء کو اپنے آبائی وطن مشرقی چمپارن، بہار میں انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین 'تعمیر حیات' سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

☆☆☆

رسید کتب.

م.ح.ح

☆ سیرت عمر بن عبدالعزیز

مصنف: علامہ ابن عبدالحکم، ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ناشر: مکتبہ خلیلیہ محلہ مفتی متصل مظاہر علوم سہارنپور۔

صفحات: ۱۹۲۔ قیمت۔/۴۰ روپے۔

یہ کتاب ایک اہم علمی دستاویز ہے جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اوران کے دور حکومت کے متعلق ایسے حقائق ہیں جو دوسری جگہ اس اعلیٰ سند کے ساتھ نہیں ملتے مصنف کتاب علامہ ابن عبدالحکمؒ لکھتے ہیں:

''اس کتاب میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے جتنے حالات ذکر کئے گئے ہیں، وہ سب میں نے امام مالک بن انس، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن لہیعہ، بکر بن مضر، سلیمان بن یزید الکعبی۔ عبداللہ بن وہب، عبدالرحمٰن بن القاسم، موسیٰ بن صالح اور دیگر اہل علم سے جن کے نام میں نے ذکر نہیں کئے، سنے ہیں، ان تمام اکابر نے ان حالات کا کچھ حصہ بیان فرمایا اور میں نے وہ سب جمع کردئے''۔

☆☆☆

☆ حضرت رفاعی کی پانچ کتابیں (تذکرہ حضرت رفاعی)۔

مرتب: مولانا سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی

ناشر: فرید بک ڈپو (پرائیوٹ) لمیٹڈ دریا گنج نئی دہلی۲۔

۶۶۳ صفحات کی یہ کتاب دوسو روپے قیمت کی ہے، امام احمد کبیر رفاعی کے ارشادات، اولیاءاللہ کا حال، مجالس رفاعیہ، رموز رفاعیہ، خاص دستور العمل اس طرح پانچ رسالوں کا یہ مجموعہ ہے، ارشادات پر مقدمہ حضرت قاری محمد طیبؒ کا ہے اور انہوں نے مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے مجاز ہیں۔ ''البرہان''؛ ''المؤید'' کے نام سے یہ رسالہ شیخ عبدالسمیع شمسی نے قلمبند کیا تھا، ''البنیان المشید'' کے نام سے حضرت تھانویؒ نے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے ترجمہ کرایا تھا، مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی نے اس ترجمہ کو سامنے رکھتے ہوئے نئے اور جاذب نظر اسلوب میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ ''حالۃ اصل الحقیقت مع اللہ'' کا ترجمہ اولیاء کا حال کے نام سے ہے، اس پر مقدمہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ہے۔ انہوں نے امام رفاعیؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام احمد الرفاعی (۱۵۱۲-۵۷۸) سرخیل صوفیاء کرام اور ممتاز ومشہور ترین عارفین اور اولیاء امت میں گزرے ہیں جن کی صحبت، تعلیم وتربیت، دعوت الی اللہ اور تزکیۂ نفوس کی برکت سے ہزاروں نہیں لاکھوں اشخاص عارف باللہ، واصل الی اللہ اور مخلصین ومقبولین کے گروہ میں شامل ہوئے، سیر وسوانح کی کتابوں میں ان کی ایسی کرامات، مقبولیت عنداللہ کی نشانیاں اور انعامات خداوندی کے واقعات ملتے ہیں جو ممتاز ترین خواص امت کے ساتھ مخصوص ہیں، ''المجالس الرفاعیہ'' کا ترجمہ ''مجالس رفاعیہ'' کے نام سے ہے، اس پر مقدمہ مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اہل اللہ کے ملفوظات کے مطالعہ سے قلب پر وہ کیفیات پیدا ہوتی ہیں اور انسانی زندگی میں وہ تبدیلی پیدا ہوتی ہے جو اہل نظر کی صحبت سے خاص نسبت رکھتی ہے''۔ ''رحیق الکوثر من کلام الرفاعی الاکبر'' کا ترجمہ ''رموز رفاعیہ'' کے نام سے مولانا رفاعی ندوی نے کیا ہے اور اس پر مقدمہ محی السنہ مولانا شاہ ابرارالحق حقیؒ کا ہے، انہوں نے توجہ دلائی ہے کہ'' اہل اللہ کی صحبت جس طرح کار آمد ہوتی ہے اس طرح ان کے مکتوبات وتصنیفات بھی اصلاح وتربیت کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں''۔ ''النظام الخاص لاہل الاختصاص'' کا ترجمہ ''خاص دستور العمل'' کے نام سے ہے، اس پر مقدمہ عارف باللہ مولانا محمد احمد پرتاپگڑھیؒ کا ہے۔ انہوں نے اپنی فراست ایمانی ونور باطن سے یہ شہادت دی ہے کہ'' حضرت رفاعیؒ عنداللہ مقبول اور ان کی تصنیفات مقبول ہیں''۔ اس طرح تعلیمات رفاعی کے پانچ رسالوں کے بعد جن پر اپنے عہد کے مشائخ خمسہ حقہ کی تقریظات ہیں، تذکرہ رفاعی ہے جو ان رسائل خمسہ کے مترجم کے قلم سے ہے جو حضرت صوفی عبدالربؒ کی تقریظ اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مکتوبات سے مزین ہے، جس میں ان کو دعا دی ہے جس کی برکات ظاہر باہر ہیں کہ'' تمہارے لیے اس ناکارہ کو دعاؤں سے نہ پہلے دریغ تھا نہ اب ہے، اللہ تمہیں اپنی رضا ومحبت عطا فرمائے''۔

ان اکابر وقت کی تقریظات کے بعد کتاب کے اعتبار کے لئے اب کسی اور کی تقریظ کی ضرورت نہیں، بس اس کو خریدیے اور مطالعہ کیجئے!

☆☆☆☆☆

MOHD. YASIN MOHD. YAMIN PERFUMERS

EXPORTERS & IMPORTERS

Tayyab Shamama — طیب شمامہ
Shamama Abid Special — شمامہ عابد اسپیشل
Amber Abid — عنبر عابد
Mushk Amber — مشک عنبر
Attar Hena — عطر حنا
Attar Gulab — عطر گلاب
Attar Keora — عطر کیوڑہ
Attar Motia — عطر موتیا
Attar Zafran — عطر زعفران
Rooh Khus — روح خس
Jannatul Firdaus — جنت الفردوس
Majmua — مجموعہ

Kannauj-209725 (U.P.)
Tel. : 05694-234445, 234725, Fax : 234388
Mobile : 09839208298 (Mohd. Furqan)
E-mail : mymykannauj@yahoo.co.in

ماہ مبارک کی عبادت مبارک مبارک!
روز عید کی مسرت مبارک مبارک!

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

R.U. KHAN
MOBILE : 9335916892, 9415001164
ACE LABEL WORLD
We help make brands
Manufacturers Quality Woven Labels, Monograms And Tags

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph. 23460220-23468708

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow | Shop No. 5-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow

CAFE FIRDOS کیفے فردوس
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

SHOBA-E-TAMEER-O-TARAQQI
NADWATUL-ULAMA
PO. BOX 93, TAGORE MARG, LUCKNOW
226007 U.P. (INDIA)
Phone: 0522-2741231

شعبۂ تعمیر وترقی
ندوۃ العلماء
پوسٹ باکس ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲۲۶۰۰۷ یوپی (ہند)
فون نمبر: ۰۵۲۲-۲۷۴۱۲۳۱

Date ________ تاریخ ________

باسمہ تعالیٰ

اہل خیر حضرات سے اپیل

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں اپنی علمی و دینی خدمت میں مصروف ہے، طالبان علوم دین کی کثرت کی وجہ سے دار العلوم میں طلباء کی رہائش کا بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے سال گزشتہ داخلے محدود کرنے پڑے اور جدید طلباء کی ایک بڑی تعداد مایوس ہوکر واپس ہوگئی، اس صورت حال کو دیکھ کر مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء نے جدید دار الاقامہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بھروسہ پر یہ تعمیر شروع کرادی گئی ہے۔

اس جدید دار الاقامہ میں جو تین منزلہ ہوگی ساٹھ کمرے اور تین ہال ہوں گے تاکہ طلباء کی رہائش کے ساتھ دیگر تعلیمی مصروفیات کی تکمیل ہوسکے۔

اس تعمیر پر مبلغ -/2,35,00000 (دو کروڑ ۳۵ لاکھ) روپے اور ایک کمرہ پر تقریباً چار لاکھ روپے کے خرچ کا تخمینہ ہے جو انشاء اللہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوگا، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس اہم ضرورت کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور ندوۃ العلماء کے کارکنوں کا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ طلباء علم دین، دلجمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ اس کی مدد سے یہ اہم کام تکمیل کو پہنچے گا، **وما ذلک علی اللہ بعزیز.**

(مولانا) محمد واضح رشید ندوی	(پروفیسر) اطہر حسین خالدی	(مولانا) سعید الرحمٰن اعظمی ندوی	(مولانا مفتی) محمد ظہور ندوی	(مولانا) محمد حمزہ حسنی ندوی
معتمد تعلیم	معتمد مال	مہتمم دار العلوم	ناظر شعبۂ تعمیر وترقی	ناظر عام
ندوۃ العلماء	ندوۃ العلماء	ندوۃ العلماء	ندوۃ العلماء	ندوۃ العلماء

نوٹ: چک/ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں: **NADWATUL ULAMA**

A/C NO. 10863759733 (State Bank of India Main Branch, Lucknow.)

اور اس پتہ پر ارسال کریں:

NAZIM NADWATUL ULAMA,
P.O. BOX NO. 93, TAGORE MARG,
LUCKNOW - 226007 (U.P.)

Phone : (91-522) 2741231, 2741316, 2740151, Fax : 2741221
E-mail address : nadwa@sancharnet.in/ website : www.nadwatululam.org.